نبوت کے جھوٹے مدعی، قادیانی کذاب کی زندگی کے ایک پہلو پر مفصل تحریر

قادیانی کنجر خانہ
اور
نذر انصر سکینڈل

مفتی سید مبشر رضا قادری

منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم و جامعہ ختم نبوت گوجرانوالہ


+923247448814

قادیانی لجنہ ندا النصر کیس

قادیانی خلیفہ اور اندرونی بداعمالیوں کا انکشاف

ندا النصر نامی قادیانی لڑکی نے ایک چوالیس منٹ طویل فون کال کے ذریعے قادیانی خلیفہ مرزا مسرور احمد کے سامنے اپنی تکالیف بیان کیں۔ اس گفتگو میں واضح ہوا کہ ندا النصر تیسرے قادیانی خلیفہ مرزا ناصر احمد کی پوتی ہیں۔ ان کا باپ میاں لقمان احمد، چوتھے قادیانی خلیفہ مرزا طاہر احمد کی بیٹی فوزیہ بی بی کی سگی بیٹی ہے، یعنی ندا النصر تیسرے خلیفہ کی پوتی، چوتھے خلیفہ کی نواسی، اور پانچویں قادیانی خلیفہ مرزا مسرور احمد کی رشتہ کے اعتبار سے بھتیجی ہیں۔

ندا النصر نے کال میں تفصیل سے بتایا کہ بچپن سے لے کر پینتیس سال کی عمر تک اس کے ساتھ متعدد اعلیٰ قادیانی عہدیدار اور اس کے اپنے رشتہ دار مسلسل جنسی زیادتی کرتے رہے۔ اس میں اس کا سگا باپ میاں لقمان احمد، مرزا مسرور کی بیوی امتہ الصبوح (جسے ندا النصر صبوحی بیگم کہتی ہے) کے بھائی، قادیانی جماعت کے ناظر اصلاح و ارشاد محمود شاہ، اور فضل عمر ہسپتال ربوہ کے سینئر آرتھوپیڈک ڈاکٹر و جماعت کے اعلیٰ عہدیدار ڈاکٹر مبشر احمد شامل ہیں۔

ندا النصر نے بتایا کہ بچپن میں آٹھ سال کی عمر تک جنسی چھیڑ چھاڑ کا سلسلہ جاری رہا، اور بعد ازاں یہ رجحان بڑھ کر ہفتہ میں کئی بار زنا بالجبر کی شکل اختیار کر گیا۔ برطانیہ میں قیام کے دوران اس کے باپ میاں لقمان احمد نے بھی اس کے ساتھ جنسی زیادتی کی، اور جب وہ پاکستان واپس آئی تو ڈاکٹر مبشر احمد اور جماعت کے اعلیٰ عہدیدار محمود شاہ نے اس پر اسی

بداعمالی کو جاری رکھا۔لڑکی نے مزید بتایا کہ ایک عامر نامی نوجوان نے بھی اسے زنا کرنے کی کوشش کی، مگر وہ وہاں سے فرار ہوگئی۔عامر، مرزا ناصر احمد کے داماد کا بیٹا ہے، جس کے خاندان کی سابقہ بیوی شکری کو بعد ازاں طلاق دے کر ملازمہ سے شادی کر لی گئی، اور اسی ملازمہ سے عامر پیدا ہوا۔

فون کال کے دوران واضح ہوا کہ قادیانی خلیفہ مرزا مسرور احمد نے لڑکی کو مختلف طریقوں سے دھمکایا اور اسے خاموش رہنے کی ہدایت دی۔خلیفہ نے الزام لگانے کے لیے چار گواہوں کا مطالبہ کیا، حالانکہ زنا بالجبر کے کیس میں شریعت کے مطابق چار گواہ لازم نہیں ہوتے۔ندا النصر نے خلیفہ کو تمام ثبوت مہیا کرنے کے باوجود پولیس میں جانے سے روکا گیا اور دھمکی دی گئی کہ جماعت کے خلاف کوئی کارروائی کی تو وہ ان کے خلاف ایکشن لے سکتے ہیں۔

یہ فون کال، جو قانونی اور انسانی حقوق کے حوالے سے انتہائی سنگین نوعیت کی ہے، قادیانی جماعت کے اندرونی فساد اور اخلاقی بحران کو واضح کرتی ہے۔اس واقعے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جماعت کے اعلیٰ عہدیدار اور خلیفہ خواتین اور نوجوان لڑکیوں کے ساتھ مکمل غفلت اور بداعمالی کے مرتکب ہیں، اور انسانی حقوق کی پامالی کو برائی کا معمول سمجھا جاتا ہے۔

مقدمہ قادیانی کنجر خانہ

اس سلسلۂ کتب کا بنیادی مقصد کسی فرد یا جماعت کے خلاف جذباتی نعرہ بازی نہیں بلکہ خود قادیانی لٹریچر، خطبات، ملفوظات اور داخلی بیانات کی روشنی میں ایک منظم، مدلل اور تنقیدی مطالعہ پیش کرنا ہے۔ زیرِ نظر پانچواں رسالہ اسی تسلسل کی ایک اہم کڑی ہے، جس میں قادیانی جماعت کے موجودہ فکری و اخلاقی رویّوں کو ان ہی کے معاصر بیانات اور دستاویزی شواہد کی بنیاد پر پرکھا جائے گا۔

اس رسالہ کا مرکزی محور ندا نصر قادیانی اور قادیانی خلیفہ مرزا مسرور کے مابین ہونے والی لیک کال ہے، جسے محض ایک انفرادی واقعہ سمجھ کر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ گفتگو دراصل ایک پورے نظامِ فکر، جماعتی نظم، اخلاقی معیار اور دعوئ تقدس کی عملی تصویر بن کر سامنے آتی ہے۔ اس لیک کال میں جو لہجہ، طرزِ گفتگو، سوال و جواب کا انداز، اور دینی و اخلاقی اصولوں کی عملی تعبیر سامنے آتی ہے، وہ قادیانیت کے دعوئ اصلاحِ عالم اور روحانی پاکیزگی پر ایک گہرا سوالیہ نشان قائم کرتی ہے۔

اس رسالہ میں یہ واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ ندا نصر قادیانی کا معاملہ کوئی اچانک یا منفرد حادثہ نہیں، بلکہ یہ اسی فکری تسلسل کا منطقی نتیجہ ہے جو مرزا قادیانی کے عہد سے شروع ہو کر اس کے خلفاء، جماعتی نظام، اور موجودہ قیادت تک منتقل ہوتا رہا ہے۔ گزشتہ رسائل میں جن سماجی و اخلاقی رجحانات، عورت کے بارے میں متضاد تعلیمات، اور عملی روّیوں کی نشاندہی کی گئی تھی، زیرِ نظر لیک کال انہیں ایک معاصر اور نا قابل تردید تناظر فراہم کرتی ہے۔

یہاں اس امر کا بھی تجزیہ کیا جائے گا کہ لجنہ اماء اللہ جیسے اداروں کا دعویٰ کردہ تحفظ، عزت اور اخلاقی نگرانی عملی سطح پر کس حد تک موثر ہے، اور جب معاملات جماعتی قیادت تک پہنچتے ہیں تو انصاف، ہمدردی اور شریعت کے اصول کس طرح طاقت، نظم اور مفاد کے تابع ہو جاتے ہیں۔ لیک کال کے الفاظ، توقف، جواز تراشی اور بعض مقامات پر خاموشی خود اپنی زبان میں ایک پورا مقدمہ بن جاتی ہے۔

یہ رسالہ قاری کو دعوت دیتا ہے کہ وہ شخصیت پرستی سے بالاتر ہو کر متن، سیاق اور نتائج کو خود سمجھے۔ یہاں کسی بات کو باہر سے منسوب نہیں کیا جائے گا بلکہ خود قادیانی حلقوں سے نکلنے والی آوازوں، تحریروں اور اعترافات کو یکجا کر کے ایک فکری آئینہ پیش کیا جائے گا۔ اس آئینے میں جو تصویر ابھرتی ہے، وہ قادیانیت کے اخلاقی و روحانی دعوؤں کے ساتھ ایک گہرا تضاد ظاہر کرتی ہے۔

آخر میں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ یہ رسالہ نہ ذاتی دشمنی پر مبنی ہے اور نہ ہی محض سنسنی خیزی کے لیے مرتب کیا گیا ہے۔ یہ ایک تحقیقی کاوش ہے جس کا مقصد حقائق کو ان کے اصل مصادر کے ساتھ سامنے لانا، قاری کے سامنے سوالات رکھنا، اور اسے غور و فکر کی دعوت دینا ہے۔ فیصلہ قاری کے فہم، دیانت اور علمی بصیرت پر چھوڑا جاتا ہے۔

یہی وہ تناظر ہے جس میں" قادیانی کنجر خانہ" کو پڑھا جانا چاہیے، اور اسی ربط کے ساتھ اسے سابقہ رسائل

1. مرزا قادیانی ہیرا منڈی میں
2. مرزا قادیانی لکھی طوائف کے کوٹھے پر
3. مرزا قادیانی کی رنڈی اُستانی
4. مرزا قادیانی کنجریوں کے جھرمٹ میں

کے تسلسل میں سمجھا جانا چاہیے، تاکہ قادیانیت کے فکری سفر کی مکمل تصویر واضح ہو سکے۔

ندا نصر کی قادیانی خلیفہ مرزا مسرور کو کال

Mirza Masroor Ahmad and Nida ul Nasser Leaked Audio Call Recording in Urdu Script

مرزا مسرور:

تمہیں جس وقت جواب دیا تھا فون کٹ گیا تھا

ندا:

جی ہاں

مرزا مسرور:

ایک بات تمہاری رہ گئی تھی وہ کیا بات تھی وہ بھی کر دو

ندا:

وہ بات تو اب نہیں یاد اب آ رہی مگر اور بھی باتیں تھیں ہیں بہر حال جو میں نے کرنی ہیں ہاں

مرزا مسرور:

جلدی جلدی کرلو جلدی جلدی کر دو پھر جو کرنی ہیں

ندا:

اچھا کیوں اچھا بہر حال بات یہ ہے کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ چپ رہو ٹھیک ہے چپ،

چپ ہو جاؤں کوئی ایک تو کوئی کہیں اللہ کہتا ہے فحاشی چھپاؤ جب غلط جیسے ہو رہا ہے کوئی افئیر (Affair) چل رہا ہے یہ غلط غلاظتیں تم کر رہے ہو کبھی ظلم مظلوم کو نہیں کہا کہ چپ رہو کہ اس کے ساتھ جو ظلم ہو یا اے

مرزا مسرور:

بات یہ ہے کہ فحاشی کو چھپاؤ اس کے علاوہ بھی کچھ جو ظلم ہوئے ہیں وہ تم ضرور ظاہر کر سکتی ہو

ندا:

ہوں!

مرزا مسرور:

لیکن باقاعدہ فورم پہ جا کے ظاہر ہونا ہوتا ہے ظلم ہیں؟ جس کے لیے درخواست دینی پڑتی ہے کہ یہ یہ ظلم امجھ پہ ہوا اس کا مداوا کیا جائے باقی یہ قرآن اور حدیث اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو عمل تھا۔

ندا:

ہوں!

مرزا مسرور:

وہ تو یہی تھا کہ جو جس قسم کی باتیں اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگنور (Agnor) کیا اور لوگوں کو بھی کہا جو کیس (Case) والے تھے ان کو بھی کہا ختم کرو سوائے اس کے کہ دونوں فریق تسلیم کرنے والے ہوں اب اگر ایک، ایک فریق کہتا ہے کہ ہوا

ندا:

نہیں وہ۔نہیں نہیں مگر میں نے جو ثبوت دے دیے ہیں وہ تو کلیئر کٹ (Clear cut) ہیں آپ مانے یا نہ مانیں

مرزا مسرور:

وہ ثبوت نہیں ثبوت کی بات نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں کہا تھا کہ ثبوت کیا ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوسرا تسلیم کرتا ہے؟ اس نے کہا میں تسلیم نہیں کرتا

ندا:

سسکیاں (sighs)

مرزا مسرور:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اوپر آگے تو کوئی پیش رفت نہیں کی تو میں تو اتنا ہی۔کر سکتا ہوں

ندا:

نہیں نہیں جو میں نے آپ کو آیتیں بھیج دی ہیں اللہ اللہ یہ کہتا ہے کہ جب ظلم ہو زیادتی ہو تو انصاف کے لیے چاہے تم نے اپنی ماں باپ کے خلاف گواہی دینی ہو تو گواہی دو۔

مرزا مسرور:

سوال یہ ہے ظلم ہوا اختلاف ہو گواہی دینی ہو کسی کا حق مارا جا رہا ہو لیکن ساتھ یہ بھی ہے کہ ماں باپ کے خلاف۔

ندا:

میرا حق کوئی نہیں مارا جا رہا 36 سال میرے نہیں مارے گئے۔بہت اچھا ہو یا نہ جو میرے ساتھ ہوا ہے

مرزا مسرور:

نہیں تمہارا حق مارا گیا تم نے 36 سال تو سوال نہیں اٹھایا جو تمہیں اٹھانا چاہیے تھا

ندا:

نہیں نہیں نہیں اٹھایا تو ٹھیک ہے یہ یہی غلطی ہے نہ میری

مرزا مسرور:

اس بات پر اس بات پر یہ جو بات ہے نہ

ندا:

ہاں

مرزا مسرور:

اس کی بات پر تو گواہی چاہیے ہوتی ہے جو شریعت چاہتی ہے

ندا:

نہیں نہیں الاسلام پہ ہے میں نے السلام پہ نکال دیا ہے

مرزا مسرور:

الاسلام پر السلام پر میرے پاس ساری چیزیں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

دونوں

ندا:

تو پھر آپ اپنی ویب سائٹ (Website) ٹھیک کریں ہاں

مرزا مسرور:

چاہے وہ چاہے وہ مرد ہو چاہے وہ مرد ہو یا عورت یا یہ الاسلام میں ہے تو غلط ہے

میرے پاس حدیثیں موجود ہیں

ندا:

ھمم ممم

مرزا مسرور:

چاہے وہ مرد ہو یا عورت اگر دوسرا فریق تسلیم نہیں کرتا تو

ندا:

نہ چار گواہ چاہیے اڈلٹری (Adultery) میں ریپ (Rape) میں نہیں چاہیے

مرزا مسرور:

دیکھو دیکھو پہلی بات تو یہ کہ اس بات میں چار گواہ ہیں ٹھیک ہے

ندا:

ہمم

ندا:

اڈلٹری (Adultery) میں

مرزا مسرور:

اڈلٹری (Adultery) میں ٹھیک ہے؟ چار گواہ چار گواہ

ندا:

یہ اڈلٹری (Adultery) نہیں ہے یہ ریپ (Rape) ہے

مرزا مسرور:

ہماری بات تو سنو نا

ندا:

ھمم

مرزا مسرور:

دوسری بات ہوگئی ریپ کی

ندا:

ہاں

مرزا مسرور:

اگر ایک فریق کہتا ہے کہ میں نے ریپ (Rape) کیا اگر ایک مرد ایک آدمی آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ پاس آیا اس نے تسلیم کیا کہ میں نے ریپ (Rape) کیا اس عورت کو آنحضرت صلی اللہ نے کہا عورت سے بھی پوچھو اگر وہ کہتی ہے کہ ہاں تو پھر اسکی بات مانی جائے گی نہیں تو اسکی بات نہیں مانی جائے گی تو سوال یہ ہے

ندا:

نہیں عورت نے ثبوت پیش کیے تھے؟ ثبوت پیش کیے تھے؟

مرزا مسرور:

تو عورت سوال یہ ہے کہ دونوں فریقین

ندا:

نانانا گواہیاں آتی ہیں جب ثبوت نہیں ہوتے میں نے ثبوت پیش کیے ہیں

مرزا مسرور:

میری بات سنو بات سنو یہ مجھے جو شریعت پتہ ہے میں تو وہ بتا رہا ہو جو تمہیں شریعت پتہ ہے اس کا مجھے علم نہیں اس کی بھی میں تحقیق کرلوں گا کہ وہ کیا شریعت ہے

ندا:

ہمم

مرزا مسرور:

جو مجھے پتہ وہ تو یہی ہے کہ دو طرح کی صورتیں ہوتی ہیں ایک یہ کے چار گواہ لائے

جائیں

ندا:

ہمم

مرزا مسرور:

تین طرح کے

ندا:

اڈلٹری میں اڈلٹری (Adultery) میں ریپ (Rape) میں نہیں

مرزا مسرور:

ایک ایک ایک یہ کہ چار گواہ لائیں جائیں

ندا:

اڈلٹری (Adultery) میں۔ ہاں

مرزا مسرور:

اڈلٹری (Adultery) ہو یا ریپ (Rape) ہو کوئی خاص تفریق نہیں

ندا:

نہیں نہیں نہ نہ نہ نہ نہ بالکل نہیں ریپ میں

مرزا مسرور:

نہ نہ نہ کیوں تم زیادہ جانتی ہو میرے سے

ندا:

ہاں نہیں میں نے کہا مجھے پتہ ہے کہ قرآن میں صرف اڈلٹری (Adultery) میں کہتے ہیں

مرزا مسرور:

میری میری بات سنو

ندا:

پھر اپنی ویب سائٹ (Website) ٹھیک کرے پھر کیا یہ غلط بتائیں اپنے

مرزا مسرور:

میری بات سنو

ندا:

ہاں

مرزا مسرور:

اگر ویب سائٹ سے غلط اگر ویب سائٹ غلط

ندا:

بہر حال میں قرآن کا حوالہ آپ کو کل بھیج دوں گی

مرزا مسرور:

میری بات تو سنو میری بات تو سن لو نہ پہلے اپنے طرف سے نہ بولی جاؤ نہ میں نے بات ختم نہیں کی تم اپنی سے شروع کر دیتی ہو

ندا:

ھمم

مرزا مسرور:

میں بتا رہا ہوں تمہیں تین صورتیں ہوتی ہیں ایک چار گواہ لانے کی ایک صورت میں ایک صورت میاں بیوی کی صورت میں دونوں کا بیان داخل ہو تیسری صورت یہ ہوتی ہے کہ ان سے تسلیم پوچھا جائے دونوں سے اگر دونوں فریق اقرار کرتے ہیں تو پھر سزا ملتی ہے اور

اگر نہیں کرتے تو پھر سزا نہیں ملتی

ندا:

ھمم

مرزا مسرور:

ٹھیک ہے؟

ندا:

اچھا ٹھیک ہے ٹھیک ہے مگر میں نے جو ثبوت پیش کر چکی ہوں اس میں بارہ لغویات ثابت ہورئی ہے آپ تو کہہ رہے ہیں میں نے لغویات پہ بھی نہیں عہدوں سے ہٹانا

مرزا مسرور:

تم تو تو میں جتنا میں جانتا ہوں اس میں یہ ہے باقی ریپ کے لیے بھی گواہوں کی ضرورت ہے

ندا:

اچھا ٹھیک ہے جو میں خیر اس کو نہیں آپ سے ایگری (Agri) کررہی ٹھیک ہے وہ میں آپ کو سارے نہیں نہیں میں آپ کو نہیں قرآن پہ لکھا ہوا ہے قرآن نہیں قرآن اوپر آتا ہے آپ سے

مرزا مسرور:

میں تو جتنا جتنا سنت اور حدیث پہ قرآن کو

ندا:

میں بھی سنت اور حدیث پہ بھی میں بات کہہ رہی ہوں

مرزا مسرور:

ہیں تم نے تم شائد زیادہ جانتی ہوگی میرے سے مجھے اتنا علم نہیں تو میں اگلی دفعہ اپنا علم بڑھانے کے بعد

ندا:

اچھا ریپ کو ایک طرف کریں ان جو گفتگو ہوئی ہیں ایک میلز اور واٹس ایپ چیٹ وہ لغویات تو کلیر کٹ بلیک اینڈ وائٹ ثابت ہو رہا ہے

مرزا مسرور:

دیکھو میں نے تمہیں کل پچھلی دفع بھی کہا تھا نہ ان الفاظ میں دو دو مطلب نکلیں باقی میں نے وہ بھیجا ہے مجھے وضاحت دو وہ دوسرے فریق سے بھی پوچھنا ہوتا ہے نہ کیا کہا ہے اس نے

ندا:

آپ نے کہا وہ سمجھا رہا تھا اور آپ نے ایک بچگانہ والی بات مان لی

مرزا مسرور:

نہیں میری بات سنو میرے میرے میں نے دوسرے فریق سے بھی پوچھنا ہوتا ہے میں نے اب تمہاری جوای میلیں ہیں وہ دی ہوئی ہیں بھیجی ہوئی ہیں

ندا:

نہیں نہیں مجھے وہ بتائیں آپ آپ کا جو لفنگا جو ہے سالہ اس وہ تو کہہ رہا ہے میں سمجھا رہا تھا

مرزا مسرور:

ہاں وہ سمجھا رہا تھا اگر وہ وہ قسم کھا کے کہتا ہے اس نے

ندا:

ہائے قسم کھانے کی کیا کلیر کٹ کسی نے جو جس نے بھی دیکھا ہے جس نے بھی دیکھا ہے وہ چیٹ وہ کہہ رہا ہے کہ کلیر کٹ آپ کا برٹش کورٹ (British Court) کوئی نہیں مانے گا یہ میں بتا دوں کہ برٹش کورٹ

مرزا مسرور:

کلیر کٹ کوئی بات مجھے سمجھ نہیں آئی

ندا:

اچھا ویسے پھر اللہ رحم ہی کرے میں بس یہ کہہ سکتی ہوں ہاں ٹھیک ہے ہاں ہاں

مرزا مسرور:

اللہ رحم کرے ہم پر

ندا:

بہر حال وہ برٹش حکومت کے سپریم ہیڈ (Supreme Head) کوئی نہیں ہیں برٹش کورٹ کوئی نہیں مانے گی کوئی عدالت نہیں مانے گی کہ اس میں لغویات نہیں ہیں

مرزا مسرور:

ٹھیک ہے جب برٹش ۔ برٹش نیشنل کو جب بلاؤ گی تو دیکھیں گے لیکن میری نصیحت تمہیں یہی ہے میں بحیثیت نگران تمہیں نصیحت کر سکتا ہوں اور میری میری نصیحت تمہیں یہی ہے کہ تمہاری عزت بھی اسی میں ہے کہ اب اس کو چھوڑ و معاملے کو اور آئندہ سے اگر اگر کوئی ہوا بھی کچھ تھا مجھے نہیں پتہ کہ ہوا بھی کہ نہیں اگر ہوا بھی تھا تو وہ وہ لوگ اپنے محتاط ہو گئے کہ توبہ تائب کر لی ہو گی

ندا:

نہیں نہیں میں نے نہیں چھوڑنا یہ آپ سن لیں میرے سے میں نے کسی حال اور کسی

صورت میں نہیں چھوڑ نا

مرزا مسرور:

میں میں تمہیں میں تمہیں نصیحت کرر ہا ہوں کہ چھوڑ دو

ندا:

آپ کی نصیحت غلط ہے اسلام کے خلاف جاتی ہے

مرزا مسرور:

میں تمہیں کہہ رہا ہوں مجھے نصیحت کر و اسلام کے خلاف جاتی ہے تو بیشک بیعت بھی نہیں کرنی چاہیے

ندا:

نہیں دو بارہ میں دو ہراوں گی میں ندا ہوں چچا مودی نہیں ہوں آپ نے بیعت سے نکالنا ہے تو آپ نکالیں

مرزا مسرور:

نہیں میں کہہ رہا ہوں کہ ایسا شخص جو اسلام کے خلاف بیعت کرر ہا ہے اسلام کی

ندا:

نہیں کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ آپ خود پھنسے ہوئے ہیں مجھے نہیں پتہ آپ کیوں پھنسے ہوئے ہیں اور میں آپ کے لیے مستقل ۔ بالکل لگ رہا ہے کہ آپ کمپر ومائیزڈ ہیں فارسم ریزنز(for some reasons,Compromised)

مرزا مسرور:

میں نہ میں نہ پھنسا ہوں نہ مجھے کوئی ایسی مجبوری ہے

ندا:

پھر نہیں خدا کا نہیں ادھر ان کیس (In case) آپ پھنسے نہ ہوتے تو آپ ایسی باتیں نہ کر رہے ہوتے یہ آپ کو زیب ہی نہیں دے رہیں حضرت صاحب یہ باتیں

مرزا مسرور:

بات ٹھیک ہے بات سنو اگر تم سمجھتی ہوں

ندا:

ہمم

مرزا مسرور:

کہ مجھے زیب نہیں دیتی اور میں غلط کام کہہ رہا ہوں اور اسلام کے خلاف کام کہہ رہا ہوں تو پھر ایسے شخص کی بیعت میں رہنے کا فائدہ کیا ہے؟

ندا:

نہیں نہیں میں بیعت میں میں نہیں وہ میرا وہ آپ میرے پہ وہ نہیں کر سکتے مجھ پر زبردستی وہ میں نے فیصلہ کرنا ہے آپ ڈکٹیٹ (Dictate) نہیں کر سکتے ہاں

مرزا مسرور:

میں تو زبردستی کر ہی نہیں رہا میں تو تمہیں دونوں چوائس (Choice) دے رہا ہوں

ندا:

مجھے میرے سارے چوائس میرے سامنے ہی۔ اور جب یہ میرے کوئی جاننے والا washington post میں کام کرتا ہے یہ جب دنیا میں کھلے گا سارا معاملہ پھر آپ ہینڈل (Handle) کر لینا جو بھی ہینڈل کرنا ہوگا آپ نے

مرزا مسرور:

کیا یہ ہینڈل کرنا؟ پہلے بھی تم نے سوشل میڈیا پہ ایک کھولا ہوا ہے معاملہ ایک اور کھل

جائے گا

ندا:

ہاں ہاں پھر کیا ہو گا

مرزا مسرور:

دنیا دنیا دنیا تو چار دن باتیں کرے گی

ندا:

نہیں جی یہ آپ کے دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

مرزا مسرور:

دنیا چار دن بابا تیں کرے گی

ندا:

بلکل نہیں یہ آپ کی خوش فہمی ہے یہ آپ کی خوش فہمی ہے

مرزا مسرور:

تمہاری عزت اسی میں ہے کہ تم خاموش رہو

ندا:

نہیں میں نے میری مجھے میری بھاڑ میں جائے میری عزت یہ لوگ تو اب بھگتیں اپنی سزائیں چاہے اس میں میں خود نہیں نہیں نہیں نہیں دیکھیں نہیں کے نہیں انہوں نے اپنی موتوں کی مہریں لگا لی ہیں مجھے ہاتھ لگا کے

مرزا مسرور:

دیکھیں گے کس نے موت کی مہر لگائی ہے

ندا:

تو ٹھیک ہے دیکھیں اور دوسرا آپ کہہ رہے ہیں۔ میرے اندر کیا اسپیشل (Special) میں نے تو آپ کو خط میں لکھیا ہویا ہے کہ جو آپ کے پیروں کے نیچے مٹی ہے میں تو اس کے برابر بھی نہیں ہوں میں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا حضرت صاحب کہ میں سپیشل ہوں آپ نے اس لفنگے کو خدا بنایا ہویا ہوا ہے جو ساری جماعت کو آپ نے داؤ پر لگائی ہوئی ہے اس لفنگے کی خاطر

مرزا مسرور:

میں نے میں نے میں نے خدا نہیں بنایا ہوا میں نے معاملہ یا تو حقائق کے اوپر ہوتا ہے یا

ندا:

اوہ! آپ حقائق کے خلاف جا رہے ہیں جب ثبوت میں نے دے چکی ہوں

مرزا مسرور:

صرف ایک ایک جو ای میل (E-mail) ہے اس میں صرف ایک فقرہ ہے کہ غلط قسم کا اور اس پہ بھی تم نے جواب دیا ہوا ہے اپنا اپنا آپ کرنے کا لیکن اس سے اس فقرے سے

ندا:

ان نے کہا خود سے کیا یا کسی اور سے کیا اس کا مطلب

مرزا مسرور:

سوال یہ ہے کہ اس سے یہ کہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نے تمہارے سے کچھ غلط کام کیا؟

ندا:

نہیں مگر یہ تو ثابت ہو رہا ہے کہ یہ جولفنگا ہے وہ اس قابل ہی نہیں ہے کہ جو ناظر اصلاح وارشاد بنا ہویا ہے اس سیٹ (Seat) کے قابل نہیں ہے وہ آدمی وہ درندہ

مرزاا مسرور:

مسئلہ ہے ٹھیک اس کا تو ایک علیحدہ مسئلہ ہے نہ یہ اس اس فقرے سے کوئی کوئی۔۔

ندا:

سیکس ۔ Sexsual ۔ نہیں نہیں وہ میرے ناظر ہیں میں ان کے انڈر آتی ہو۔ sexual harassment تو ہو رہی ہے

مرزا مسرور:

رہنے دے ڈاوٹ ڈاوٹ میں چلا جاتا ہے Sexsual Harassment نہیں ہوئی تم نے بھی تو جواب دیے ہوئے ہیں

ندا:

استغفار حضرت صاحب پلیز یہ نہیں آپ کو باتیں زیب دیتیں ان کے کلیر کٹ جواب ہیں اور ہاں یہ بھی میں نے لوگوں کو بتائے بغیر آپ کا نام لیا ہے کہ کسی نے کہا کہ یہ تو بچپن میں تم کو غصہ چڑھتا تھا کوئی تو اتنا ہنس کے لوٹ پوٹ ہونے لگا تھا کہ پھر سیٹ سے گرنے لگا تھا آپ کا تمسخر ہو گا جب یہ باتیں جب نکلیں گی

مرزا مسرور:

ٹھیک ہے دیکھو جو بھی جو بھی کرنا ہے تم نے تم نے میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا میں تو

ندا:

ہاں! آپ انصاف نہیں نہیں نہیں آپ مجھے یقین کر رہے تھے جب یہ آدمی نے انٹری

ماری آپ نے میرے باباوالی بات پہ بھی یقین کیا آپ نے چچا مبشر والی بات پہ یقین کیا اور آپ نے کہا میں یقین کر رہا ہوں آپ نے نہیں نہیں سنیں ایک سکینڈ ایک سیکنڈ نہیں

مرزا مسرور:

تو میں نے جب میں سوال جواب کر رہا ہوں تمہارا

ندا:

تو سوال نہیں اچھا اسکا بھی جواب میں دیتی ہوں آپ نے انویسٹی گیشن (Investigation) تب کیوں شروع کی ہے جب یہ جو کھوتا ہے آپ کا سالہ وہ اینٹری اس نے مارا ہے آپ نے اس وقت کیوں انویسٹی گیشن (Investigation) نہیں شروع کی ہے تین مارچ کو؟ جب میں نے آپ کو بتایا ہے انصاف کا تقاضا وہ بنتا تھا یہ نہیں بنتا تھا جب آپ کا گھر داو پہ لگا ہوا ہے اس وقت

مرزا مسرور:

تمہیں تمہیں تمہیں کیا پتہ کہ میں نے کس طرح کی انویسٹی گیشن شروع کی ہے اور کب شروع کی ہے؟

ندا:

تو پھر نہیں پھر پھر تو ایکٹنگ (Acting) ہو رہی ہے کہ آپ نے رو رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ تمہارے ساتھ ظلم ہو ریا اے تمہیں یہ ہو ریا اے تو پھر آپ دوغلا پن کر رہے ہیں

مرزا مسرور:

اچھا اچھا دوغلہ پن کیسے تو میں یہی تو کہہ رہا ہو کہ جو بندہ دوغلہ ہو تو اس کی بیعت میں کیوں تم بیٹھی ہوئی ہو؟

ندا:

بس میری مرضی میری مرضی جیسے آپ اپنی غلط مرضیاں کر رہے ہیں میری مرضی میں نہیں آپ کی بیعت سے نکلوں گی کیونکہ آپ چاہتے ہیں کہ میں نکلوں اور آپ کہیں یہ لڑکی نکلی ہے میری بیعت سے یہ میں آپ کو ہاں

مرزا مسرور:

بیعت کا مطلب کیا ہوتا ہے تمہیں پتہ ہے بیعت کا مطلب

ندا:

ہاں جی مجھے بیعت کا مطلب پتہ ہے الیجنس (Allegiance) لینا کسی کا

مرزا مسرور:

کیا کرنا؟

ندا:

الیجنس (Allegiance) دینا اپنا

مرزا مسرور:

الیجنس (Allegiance) دینا نہیں بیعت کا مطلب ہوتا ہے جو بیع سے نکلا ہے جو اردو کا لفظ ہے اس کا مطلب ہے بیچ دینا اپنے آپ کو

ندا:

ہمم! ادھر تو کافی کچھ بیچا ہویا ہے ادھر جو ایک کنجر خانہ کھولا ہویا ہے احاطہ خاص میں وہ تو ایک ایڈ ریڈ زون ائیریا کھلا ہویا ہے ہاں عامر لگا ہویا اے ڈاکٹر مبشر لگے ہوئے ہیں محمود شاہ لگا ہویا ہے پورا ریڈ لائٹ

ایریا بنا ہو یا اے یہ احاطہ خاص

مرزا مسرور:

بات سنو تم تو خود اپنے آپ کو بھی کہتی رہی ہو اچھا عامر نے تو تمہیں مجبور نہیں نہ کیا تھا؟

ندا:

عامر بھائی کو میں کئی دفع بات بتا چکی ہوں کیا کہوں میں کلیر کٹ بات میں کر رہی ہوں ان کو اریکشن (Erection) نہیں ہوئی تو میں بھاگی ادھر سے (مطلب عضو تناسل کھڑا نہیں ہوا)

مرزا مسرور:

تم تو ایک دفعہ کر گزری ہو تم کہہ چکی ہو اس کہ اس وہ اس قابل ہی نہیں تھا

ندا:

ہاں تو وہ سسٹم ہی نہیں جب ہوا کام تو میں نے ادھر سے ایک سپرنٹ (Sprint) ماری کہ یار شکر ہے کہ گھر آ کر نفل پڑھے یا اللہ اس دفعہ تم نے مجھے بچا دیا ہے

مرزا مسرور:

دیکھو نہ ایک! ایک ایک ایک دفعہ تو ایک دفعہ تو پیش کیا نہ تم نے اپنے آپ کو

ندا:

میں نے تو نہیں پیش کیا! انہوں نے خود مجھے میں نے کب کہا کہ میں نے عامر بھائی کو پیش کیا ہے؟ مجھے ایک دفعہ بتائیں میرا یہ جملہ تھا

مرزا مسرور:

میں تمہیں میں نے تمہارے سے یہ پوچھا تمہارے سے پوچھ چکا تھا میں نے تمہارے سے پوچھا کہ اس کی تم بعد میں تو وہ تو اس قابل نہیں تم نے کہا کہ میں نے یہ کب کہا کہ میں

نے وہ اسکو دیکھا نہیں وہ تو اس قابل ہی نہیں کہ تعلق قائم کرسکے

ندا:

کیا کرسکے؟

مرزا مسرور:

وہ اس قابل نہیں ہے کہ تعلق قائم کرسکے یہ تم نے ہی مجھے بتایا تھا پچھلی بار

ندا:

میں نے یہ کیوں کہ مجھے یہ میں اریکشن (Erection) کا لفظ یوز نہیں کرنا چاہتی تھی اتنا شرم حیا ہے میرے اندر رہے کہ خلیفہ وقت کے سامنے کس جملے میں بولنا اے میں وہ انہوں نے مجھے ایک طرف اپنے گھر لے کے گئے کوشش کی نہیں وہ قدرتی طور پہ کامیاب ہوئے اور میں نے ادھر سے ایک سپرنٹ ماری

مرزا مسرور:

ٹھیک ہے تم اس پر پہلے بھی تو شور مچا سکتی تھی چیخ مار سکتی تھی

ندا:

نہیں نہیں نہیں آپ اگر کچھ انٹرنیٹ پہ ریسرچ کریں میری تھراپسٹ (Therapist) ہر کوئی سائکولوجیسٹ (Psychologist) کہے گا کہ ہر وکٹم (Victim) کا ایک اپنا رسپانس (Response) ہوتا ہے میرا رسپانس ہے کہ میں

مرزا مسرور:

انٹرنیٹ کی باتیں نہ کرو

ندا:

میں ڈاکٹر کی کہہ رہی ہوں میں تھراپسٹ کی کہہ رہی ہوں جو آپ نے خود آپ نے میرا

علاج شروع کیا اور وہ ٹاپ کی تھیراپسٹ ہے اور وہ کہہ رہی ہے تم ایسی ویکٹم ہو جو تم فریز (Freeze) کر لیتی تھی تم اپنی حفاظت ہی نہیں 1 سال کا بچہ مولیسٹ (Moleste) ہو رہا ہے اور پھر آٹھ سال کی عمر نہیں نہیں مجھے نہیں ایک سکینڈ۔

ہاں ہاں

مرزا مسرور:

تم تم جب یہاں سے لنڈن سے جاتی رہی ہو یہاں پاکستان اپنے بابا سے اپنے بابا سے جان چھڑا کے جاتی رہی ہو تو پھر واپس کیوں آتی تھی یہاں

ندا:

واپس میں نے بتا دیا پھر مجھے حضرت صاحب اس وقت آپ مجھے پتہ سمجھ نہیں آرہی کہ میں ایجوکیٹڈ (Educated) آدمی سے بات کر رہی ہوں یا کیا؟ کہ ایک سال کا بچہ کسی کے چنگل میں ہے آٹھ سال سے ریپ ہو رہا ہے کئی ہفتے میں کئی مرتبہ ہو رہا ہے میں ماوف ہو چکی تھی میں آپ کو لکھ چکی ہوں کہ میں اتنی ماوف تھی کہ کبھی میں نے اپنے لیے دعا تک نہیں کی تھی ہاں وہ پنجرہ ٹوٹا ہے یکم 1 مارچ کو جب آخری دفعہ اس آدمی نے میرے سے خوشی چھیننے کی کوشش کی پھر میں وہ پھٹی ہوں جیسے الٹی آتی ہے میں نے دو تین خطوں میں لکھا ہے مجھے اس دن الٹی آئی ہے۔ اگر میں نے۔ اگر یہ پری پلینڈ (Pre-pland) ہوتا تو میں بابا۔ آہاں

مرزا مسرور:

میرے نزدیک میرے نزدیک اب تمہاری عزت اور اسی میں ہے کہ اب اس کو چھوڑ دو باقی تو تمہارا کوئی کام تمہارے سے کچھ نہیں ہوگا اب تم بچ گئی ہو چھٹ گئی ہو اس سے

ندا:

نہیں نہیں ان کو سزائیں سزائیں نہیں بنتی ؟ یہ آپ کہہ رہے ہیں کے سزائیں نہیں بنتی آپ کے نزدیک ؟

مرزا مسرور:

نہیں دیکھو سزا سزا اس وقت بنتی ہے جب کچھ مجرم پہ جرم ثابت ہو جائے ۔تو جرم

ندا:

افف اچھا پھر برٹش کورٹ فیصلہ کرے گی کس نے وہ کیا ہے جرم اور جرم کس نے نہیں کیا ٹھیک ہے؟ اور آپ کے بھی سارے جو آپ نے بھی باتیں کی ہیں وہ بھی آگے آئیں گی

مرزا مسرور:

کورٹ کورٹ کیا فیصلہ کرے گی میں نے کیا کیا کیں تمہیں ایسی باتیں؟

ندا:

بس نہیں بس ٹھیک ہے بس ٹھیک ہے حضرت صاحب آپ یہ خود یہ نہیں آپ خود اس معاملہ اس طرف لے کے جا رہے ہیں اور آپ کو پتہ ہے کہ میرا واٹس ایپ پہ بھی ویسے میسج وائرل کل ہو گیا ہے اور ساری دنیا میری سائڈ لے رہی ہے سارے کہہ رے ہیں کہ یہ لڑکی ٹھیک بول رہی ہے کم از کم کوئی تو بولا اے

مرزا مسرور:

وہ تو وہ ٹھیک ہے چند ایک چند ایک

ندا:

نہ نہ نہ نہ نہیں سارے تنگ ہیں اس نظام سے یہ جو جھوٹا منافقوں والا نظام ہے ٹھیک ہے؟ وہ سارے تنگ ہیں

مرزا مسرور:

چند ایک منافق بولیں گے نہ

ندا:

چند ایک نہیں پیارے حضور آپ اتنے معصوم اس وقت آپ مجھے لگ رے ہیں بھولے کہ آپ کو لگ رہا ہے کہ ہاں

مرزا مسرور:

منافقین بولیں گے جماعت کے مخالفین بولیں گے

ندا:

نہیں نہیں جو مخلص جو مخلص احمدی ہیں جو مخلص احمدی ہیں نہیں نہیں بالکل کون آپ کون ہوتے ہیں کہنے؟ نہیں سارے مخلص وہ سارے بیزار ہو چکے ہیں ریپ ہو یہ ہو فلانا ہو انٹرنیٹ پہ اخراج ہو رہے ہیں لڈی پہ اخراج ہو رہا ہے مگر ریپ پہ نہیں ہو رہا ماشاء اللہ سبحان اللہ

مرزا مسرور:

بات سنو بات سنو مخلصین ہیں نہ مجھے بھی دکھ رہے ہیں کہ وہ خبر کس کے ساتھ ہیں

ندا:

ہاں ٹھیک ہے ٹھیک ہے پھر دیکھی جائے گی پھر جب ویسٹرن ورلڈ میں میں جاؤ گی پھر ری ایکشن دیکھتے ہیں اور پھر جس نے بھی بھگتنا ہے وہ بھگتے

مرزا مسرور:

ٹھیک ہے تو پھر اس کے ثبوت پہ پھر جماعتی نظام جو تمہارا میں کچھ نہیں کروں گا پھر جماعتی نظام اپنے قواعد کے مطابق جو تمہارے متعلق کرے گا وہ میں پھر اس کو کہوں گا ٹھیک ہے پھر کہ جو مرضی کرنا چاہتے ہو کرو

ندا:

ہاں ٹھیک ہے بالکل ٹھیک ہے جو آپ نے کرنا ہے مجھے کوئی میں صرف اللہ کا خوف رکھ رہی ہوں اس وقت مجھے آپ سے کوئی ڈر نہیں ہے

مرزا مسرور:

اللہ کا خوف اگر ہے تو پہلے دن سے ہی ہونا چاہیے تھا

ندا:

نہیں نہیں ان کو کیوں نہیں کہتے ان لفنگوں کو کیوں نہیں کہتے کہ لفنگے تم نے کیوں یہ باتیں کی ہیں آپ کے آپ کے کندھوں پہ چڑھ کہ وہ عورتوں کو ریپ کر رہا ہے آپ نے اتنی طاقت دی ہے یہ کچھ نہیں تھا ابا کی زندگی میں وہ گوبر سے بھی بدتر تھا آپ نے اس آدمی کو طاقت دی ہے اتنی طاقت دی ہے کہ اب آپ ہی اس کے سامنے کانپ رہے ہیں

مرزا مسرور:

اچھا اچھا میں بھی کانپ رہا ہوں اچھا پھر اور کیا کہنا چاہتی ہوں؟

ندا:

یہ اتنی کے ٹیررکی ہوئی ہے ربوہ میں وہ جو مرضی کرے اب اطہر بھائی کا لوگ لوگ یہ نہیں کہتے کہ اطہر بھائی کو مرڈر کروایا ہے کیونکہ عظمیٰ باجی کے ساتھ افیئر چل رہا تھا کیا باتیں میں بتاؤں میرا منہ نہ کھلوائیں اس وقت کہ عوام باتیں کرتے ہیں آپ اس کو پروٹیکٹ کر رہے ہیں؟ اپنی بیوی کی وجہ سے

مرزا مسرور:

میں کسی وجہ سے نہیں کر رہا

ندا:

بالکل کر رہے ہیں ہاں

مرزا مسرور: چلو ٹھیک ہے

ندا:

اور یہ بھی میں نے کہنا ہے کہ آپ کے پاس میں نہیں گئی تھی چچا بنا کے میں گئی تھی ایز آ خلیفہ وقت آپ کا کوئی رائٹ نہیں تھا خالہ صبوح صبوئی کو بتانا کوئی رائٹ نہیں تھا

مرزا مسرور:

کیا کیا؟

ندا:

باباوالی بات

مرزا مسرور:

کیا؟

ندا:

باباوالی بات

مرزا مسرور:

کونسی باباوالی بات

ندا:

آپ میں نے پوچھا تھا آپ کو آپ نے خالہ صبوئی یا چچا فوری کو بتایا ہے؟ آپ نے کہا ہاں صبوئی کو میں نے بتا دیا ہے فوری کو نہیں بتایا فوری کا کیوں تم پوچھ رہی ہو؟

مرزا مسرور:

کیا کیا چیز؟

ندا:

یہ باباو الا معاملہ

مرزا مسرور:

سوال یہ ہے کہ پہلے اس کے دس آدمیوں کو پتہ تھا

ندا:

کیا؟

مرزا مسرور:

دس آدمیوں کو پتہ تھا اس سے پہلے تمہارا یہ معاملہ

ندا:

نہیں نہیں نہیں نہیں نہ نہ میں نے پوچھا تھا کہ آپ نے بتایا ہے خالہ صبوئی کو اور آپ نے کہا تھا ہاں

مرزا مسرور:

میرے بتانے سے میرے بتانے سے میرے بتانے سے پہلے انکو پتہ تھیں باتیں ساری خود تم نے کہا

ندا:

ٹھیک ہے ٹھیک ہے وہ تو میرا رائٹ تھا بتانا میرا راز آپ کو کیا رائٹ تھا خالہ صبوئی کو بتانا؟

مرزا مسرور:

سوال سوال ہے تم نے آ کے کیوں بتا دیا دس آدمیوں کو بتا دیا

ندا:

ٹھیک ہے وہ بٹ اٹ واز مائے سیکریٹ ٹو ٹیل ناٹ یور سیکریٹ (But it was

(my secret to tell not your secret

مرزا مسرور:

میرا سیکرٹ نہیں او وہ لوچے کو تم نے بتایا تھا ان کے ذریعے سے اس کو بھی خبر پہنچ چکی تھی

ندا:

یہ یہ یہ بی سائیڈ دا پوائنٹ ہے خبر پہنچ چکی تھی نہیں پہنچ چکی تھی آپ نے کیوں بتایا؟

مرزا مسرور:

جب خبر پہلے کسی کو کچھ پتہ ہو تو اس کو بتایا جا سکتا ہے باقی میرا میں نے میں نے یہ دیکھنا ہے کیا بتانا ہے کیا نہیں بتانا وہ میرا مسئلہ

ندا:

نہیں آپ کا بالکل رائٹ نہیں ہے خلیفہ وقت آپ میں مرزا مسرور احمد کے پاس نہیں گئی تھی میں خلیفہ المسیح خامس ایدہ اللہ وتعالیٰ بنصرہ العزیز کے پاس گئی تھی

مرزا مسرور:

یہ اتنی جو دعائیں دے رہی ہو اتنی دعائیں دے رہی ہو پھر اس کی بات بھی مان لو

ندا:

نہیں آپ کی غلط ہم جب بیعت کرتے ہیں جو کہہ رہے ہیں بیچنے والی بات ہم کہتے ہیں ہم آپ کا معروف حکم مانیں گے یہ معروف نہیں ہے

مرزا مسرور:

معروف معروف کی ڈیفینیشن (Definition) کون کرے گا؟

ندا:

ہاں وہ ٹھیک ہے وہ اللہ ڈیسائیڈ کرے گا

مرزا مسرور:

نہیں اللہ ڈیسائیڈ (Decide) نہیں کرے گا قرآن میں آیت پہنچ چکی ہے

ندا:

نہیں پھر نہیں کیا اب بات میں بھی پھر اللہ نے کیوں نہیں پردہ رکھے حضرت نوح کے بیٹے کے حضرت لوط کی بیوی کے یہ کیوں نہیں پردے رکھے

مرزا مسرور:

وہ وہ وہ اللہ مالک ہے

ندا:

ہاں تو اب اس وقت اللہ کی تقدیر چل رہی ہے آپ کیوں میں آج ہی نماز میں نماز پڑھ رہی تھی کہ یا اللہ خدا تعالیٰ حضرت صاحب کی آنکھیں کھول اس آدمی کو بچا دے اگر خود نہیں بچنا چاہتا۔ ہاں

مرزا مسرور:

ٹھیک ہے ٹھیک ہے اگر تم یہ دعا کر رہی ہو تو دعا کرتی رہو بڑی اچھی دعا ہے میرے لیے اس سے اچھی دعا میرے لیے کون سی ہو

ندا:

نہیں اور آپ دوسرا اگر آپ کو لگتا ہے میں غلط کہہ رہی ہوں تو آپ پھر اتنا مجھے چپ کیوں کروا رہے ہیں؟ پھر ریلیکس کریں پھر لعنت آئے گی میرے پہ

مرزا مسرور:

میں چپ تو تمہیں نہیں کروا رہا میں کہا تمہاری عزت اس میں ہے

ندا:

نہیں عزت نہیں کسی۔سارے ہنس رہے ہیں اس پہ۔ہنس رہیں ہیں اس پہ کہنا کہ اس میں عزت ہے آپ کا تمسخر ہو رہا ہے

مرزا مسرور:

تو تمہارے، تمہارے چند لوگ ہنس رہے ہوں گے

ندا:

نہیں چند نہیں لوگ دنیا ہنسے گی آپ پر

مرزا مسرور:

چلو بس ٹھیک ہے جب ہنس لے گی تو

ندا:

ہاں ہاں میرے نانا نے آپ کو ایک چیز مکمل طور پہ پکڑائی تھی ہاں اب اگر اس کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں تو یہ آپ کا فیصلہ ہے۔ہاں۔

مرزا مسرور:

تمہارے نانا نے کچھ نہیں کیا یہ حضرت مسیح موعود

ندا:

جو بھی جو نیچے چلی جا رہی ہے بقایا تو وہ جو آخری جو جو آدمی تھا وہ میرے نانا تھے ٹھیک ہے انہوں نے ایک مکمل طور پر چیز پکڑائی ہے جو آپ اس کو توڑنے میں تلے ہوئے ہیں

مرزا مسرور:

ہاں کوئی آخری ہر خلیفہ اپنے وقت میں آپنے اپنے مطابق کام کرتا ہے اور ہر خلیفہ میں نبی کے کوئی نہ کوئی صفات ہوتی ہے کوئی یہ چیز نہیں کہ میں کچھ

ندا:

نہیں اور اگر اور انویسٹی گیشن چل رہا تھا تو آپ کیوں آپ نے بابا کہ وقت کیوں نہیں پوچھا اس وقت مجھے سوال انوسٹی گیشن یہ نہیں ہوتا کہ ایک طرف خاموشی سے انوسٹی گیشن چلتا ہے پولیس اسٹیشن جاؤ تو دونوں پارٹیز کو پتہ ہوتا کہ انویسٹی گیشن چل رہا ہے

مرزا مسرور:

ہر ایک کا اپنا اپنا طریقہ ہوتا ہے

ندا:

نہیں جی نہیں یہ انوسٹی گیشن کا طریقہ غلط ہے فیئر رولز کے خلاف جاتا ہے

مرزا مسرور:

ٹھیک ہے ٹھیک ہے غلط ہے تو پھر اب کیا کیا جائے؟

ندا:

ہاں تو آپ غلط کر رہے ہیں ہاں سیمپل سی بات ہے ہاں

مرزا مسرور:

ٹھیک ہے

ندا:

اور آپ نے آپ نے اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ میں نے کبھی ایک دفعہ نہیں کہا تھا کہ میرے فادر فیگر بنے آپ خود نے آپ نے اس سٹیپ پہ آئے تھے آپ نے امی کو کہا تھا کہ وہ میرا بچہ ہے میں میرے بچے کو کیسے چھوڑ دوں میں نے کبھی نہیں کہا تھا کہ آپ میرے باپ بنیں نہ ویسے اب مجھے کوئی شوق بھی رہا ہے میرے لیے فخر کی بات یہی ہے کہ مرزا میں مرزا طاہر احمد کی نواسی ہوں

مرزا مسرور:

یہ بڑی اچھی بات ہے بڑی اچھی بات ہے اس سے اچھی بات کون سی ہو سکتی ہے مرزا طاہر احمد کی نواسی ہو اور تمہاری ممی نے تمہاری ممی نے خود کہا تھا مجھے کہ ندا روتی ہے کہتی ہے مجھے چھوڑ تو مجھے چھوڑ تو نہیں دیں گے

ندا:

کیونکہ اس وقت مجھے مجھے پیار تھا آپ سے اب میرا سارا لوگ جو آپ باتیں آپ کر چکے ہیں آپ میری نظروں سے گر چکے ہیں

مرزا مسرور:

تمہارے اپنے فون سے تمہارے اپنے فون سے تم نے یہی کہا تھا اس لیے میں نے کہا تھا کہ تم میرے بچوں کی طرح ہو یہی میں کہتا رہا ہوں

ندا:

ہاں۔ ہاں تو

مرزا مسرور:

پوچھتی رہی تھی میں نے کہا ہاں تم میرے بچوں کی طرح ہو

ندا:

نہیں ہاں مگر آپ جو ایک عمل میں عمل میں آپ یہ آپ کہہ رہے تھے آپ نے عثمان کو کہا ہے کہ ندا کو کسی قسم کی اب تکلیف نہیں ہونی چاہیے جو اس کے اوپر گزر چکی ہے ٹھیک ہے آپ کا رویہ بالکل اور تھا شروع میں اب گییں تو نہ ماریں۔ ہاں

مرزا مسرور:

اچھا

ندا:

آپ کے خطوں میں ثابت ہوتا ہے اور دوسرا میں یہ سیدھا آپ کے منہ میں یہ کہہ رہی ہوں فاتح داری یسری کو ہاتھ لگائے تو تو آپ اس کو معاف کریں جو آپ کہہ رہے ہیں بابا نے شائد معافی مانگی ہو ماشاء اللہ

مرزا مسرور:

کس سے؟

ندا:

آپ کہہ رہے ہیں کہ میں نے جب مذاق کا میں نے پوچھا آپ نے کہا کہ وہ شاید اس نے اللہ سے معافی مانگ لی ہو تمہیں کیا پتہ تو ایک آدمی مرڈر کمٹ کرلے یسری کو قتل کرلے آپ کہیں گے اوہ سوری ہاں ٹھیک ہے اس سے غلطی ہوگئی

مرزا مسرور:

بات یہ بات یہ نہیں ہے تمہارے جو معاملات ہیں نہ ان کو دیکھو باقی دھاندلی ہوگئی ہے اس میں تو جو حالات سامنے آئے میں نے کہا ہے بعض صورت دیکھی جاتی ہیں یہ بھی ہوسکتا ہے یہ بھی ہوتا ہے امکانات

ندا:

اچھا اگر آپ نے بابا آپ نے تین مارچ کو اگر انوسٹی گیشن شروع کی ہے خدا کی قسم کھائیں میرے پاس

مرزا مسرور:

میں میں کیوں کھاؤں قسم؟

ندا:

اگزیکٹلی (Exactly) بس یہی آپ کی گپ پکڑی جا رہی ہے اس میں

مرزا مسرور:

تمہارے کہنے سے پہلے اس کو فون پر خط پہ لکھ دیا تھا

ندا:

نہیں انویسٹی گیشن آپ نے اس لفنگے کے وقت شروع کی ہے

مرزا مسرور:

پہلی دفعہ ہی پہلی دفعہ ہی یہ لکھ دیا جب مجھے یہ پتہ لگا تھا کہ تمہارے اتنے گھناؤ نے الزام ہیں انکو ثابت کرو اور اس میں اس نے لکھا تھا یہ غلط سب کچھ غلط ہے یہ ہے وہ ہے جو جو تم نے مجھے باتیں کی تھیں اس کے اوپر پہلا ایک خط میں نے مارچ میں ہی اس کو لکھ دیا تھا یا فون پہ میں نے بتایا تھا کہ تمہارے پہ یہ الزام ہیں

ندا:

پچھلی دفعہ آپ نے کہا ہے کہ میں نے اس کو خط لکھا ہے ابھی اس کا جواب ہی نہیں آیا آپ کی کسی بات میں کنسسٹنسی (Consistency) ہی نہیں ہے

مرزا مسرور:

کنسسٹنسی ۔ بات یہ ہے میں نے اس وقت اس کو کہا تھا کہ تمہارے پہ یہ الزامات ہیں اور اس نے مجھے پیغام دیا زبانی پیغام اس کا آ گیا تھا ٹھیک ہے اس کے بعد خط لکھا اور خط کا جواب بھی آ گیا

ندا:

نہیں کب آپ نے خط لکھا تھا پہلی دفعہ؟

مرزا مسرور:

نہیں پہلی دفعہ تم نے اسی وقت ہی جب تم نے میرے علم میں آیا تھا اس وقت میں نے کہہ دیا تھا کہ بڑا گھناونہ الزام تمہارے پہ ہے تم ان کی اصلاح کرو اس نے کہا جی اللہ

ندا:

یہ انویسٹی گیشن نہیں ہے یہ انویسٹی گیشن نہیں ہے یہ ایک سٹیٹ منٹ ہے

مرزا مسرور:

اچھا تمہاری انویسٹی گیشن تمہارے مطابق کرنی ہے میں نے یا اپنے مطابق کرنی ہے

ندا:

نہیں جو دنیا کے اصول ہیں اس کے مطابق کرنی ہے

مرزا مسرور:

نہیں میں نے میں نے تو اپنے اصولوں کے مطابق چلنا ہے۔

ندا:

ہاں تو پھر آپ کے اصول بڑے پھر نا انصاف ہیں صاف سی بات ہے ٹھیک ہے اور

مرزا مسرور:

ایسے نا انصاف بندے سے ایسے نا انصاف بندے سے تعلق جوڑنے کی کیا ضرورت ہے؟

ندا:

میری مرضی ہاں۔ ہاں۔ ہاں

مرزا مسرور:

ہاں ساتھ رہنا بھی ہے ساتھ مرضی بھی کرنی ہے

ندا:

ہاں بس جیسے آپ اپنے مرضیاں کریں کیونکہ میں یہ آپ کو نہیں دونگی بہانہ کہ اس لڑکی نے مجھے چھوڑا ہے میں نے نہیں اسکو چھوڑا چھوڑیں گے آپ میں نے آپ کو خط میں لکھا ہے کیونکہ میں اپ کی ویل ویشر ہوں میں آپ کے لیے اچھا چاہتی ہوں آپ مانیں نہ مانیں مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے ثابت کرنے کی مجھے پتہ ہے میں کیا دعائیں کر رہی ہوں آج کل ٹھیک ہے میری دعا یہی ہے سن لیں میری دعا بھی سن لیں میں اللہ کو کہہ رہی ہوں کہ میں۔اگر میں غلط ہوں اگر یہ نادانی ہے بے وقوفی ہے میری نا عقلی ہے تو مجھے روک لے میرے ہونٹ سی دے جیسے 28 فروری تک سیے ہوئے تھے پھر روک پیدا کر لے

مرزا مسرور:

چلو۔ٹھیک ہے۔اور؟

ندا:

ٹھیک ہے مگر جتنی میں دعا کرتی ہوں اتنا میرا میں اعتماد میرا مطلب تسلی مجھے ہوتی ہے اور دوسرا یہ بھی کوئی طریقہ نہیں ہے یہ جو آپ نے قسمیں کر لی ہیں قسمیں ایک وہ کیونکہ اکٹھے۔ ایک تو ملک فرق ہیں تو زوم میں ہونی چاہیں میرے نزدیک اور ان کا ایک گواہ ہونا چاہیے اور میرا گواہ ہونا چاہیے اور آپ

مرزا مسرور:

اور؟

ندا:

تو آپ نے کیوں یہ طریقہ کیوں نہیں استعمال کیا؟

مرزا مسرور:

اچھا پھر اور

ندا:

نہیں اسکا جواب دیں مجھے

مرزا مسرور:

میں کیوں دوں جواب تمہیں جواب دہ نہیں ہوں میں

ندا:

اللہ کو تو جواب دہ ہیں

مرزا مسرور:

ہاں میں اللہ کو جواب دے ہوں

ندا:

ہاں تو آپ کو آپ کو خدا کو حاضر ناظر رکھ کر حضرت صاحب کہیں کہ آپ جو اس وقت کر رہے ہیں وہ آپ کو ۔لگتا ہے صحیح کر رہے ہیں

مرزا مسرور:

میں جواب دے دوں گا اللہ تعالیٰ کو تمہیں کیا

ندا:

استغفر اللہ استغفر اللہ حضرت صاحب مجھے رونے کا دل چاہ رہا ہے آپ کے لیے کہ یہ زیب نہیں دیتیں آپ کو باتیں

مرزا مسرور:

اچھا ٹھیک ہے اور اس کے علاوہ؟

ندا:

دوسری بات یہ ہے کہ مطلب جب یہ جو آپ کہہ رہے تھے ایک اور یہ بات ہے کہ آپ

کہہ رہے تھے تمہارے مشیر کون ہے یہ بھی پتہ نہیں آپ میری بات کر رہے تھے کہ تمہارا کہ آپ کہہ رہے تھے تم کو مشورے دے رہا ہے کوئی ٹھیک ہے

مرزا مسرور:

اچھا

ندا:

ٹھیک ہے اور۔ اور مجھے کیا۔ یہ کس قسم کی بدظنی ہے کبھی آپ کہہ رہے تھے ٹائپنگ کر رہی ہو خود مجھے اس پہ کچھ مہینے پہلے ڈانٹ رہے تھے کہ بدظنی نہ کرو تو خود کیوں کر رہے ہیں؟

مرزا مسرور:

اچھا

ندا:

اپنے اصول اپنے لیے اصول اور دوسروں کے لیے اور

مرزا مسرور:

میں نے تو شواہد میں نے تو شواہد کے اوپر ایک سوال کیا تھا تمہارے سے تم کہتی ہو نہیں ہے کوئی تو پھر ٹھیک ہے پتہ لگ گیا نہیں ہے پتہ لگ گیا کہ نہیں ہے

ندا:

اور آپ کے کبھی مشورے جو بھی ہیں مافیہ ہے جو چل رہی ہے وہ شاید آپ اس سے ڈر رہے ہوں مجھے قطعاً ڈر نہیں ہے ان لوگوں سے وہ چاہے مجھے مار دیں آپ ہٹ مین ہائر (Hitman Hire) کرلیں اور قتل کرلیں مجھے کوئی غرض نہیں ہے اس سے میں نہیں ڈروں گی میں صرف اللہ سے ڈر رہی ہوں اس وقت

مرزا مسرور:

ٹھیک ۔ٹھیک ۔اور؟

ندا:

اور بس ایک منٹ میں دیکھ رہی ہوں میرے پوائنٹس ساتھ ساتھ ایک منٹ ہاں ایک یہ بھی پوائنٹ ہے میرا کہ چچا رفیع ابا اور دادا کے بھائی تھے اور حضرت مصلح موعود آپ کے جو نانا تھے ان کے بیٹے تھے مگر ان دونوں بھائیوں نے انصاف کا تقاضا کیا تھا چچا کے بارے میں

مرزا مسرور:

کیا؟ ٹھیک

ندا:

ہاں کوئی ہاں ۔اور ہاں یہ بھی جو آپ نے ایک میسج کا ذکر کیا تھا کے میں نے وہ اس پاگل آدمی محمود شاہ کو جو لکھا تھا اور میں نے کہا میں حکمت کر رہی تھی تو پھر اگر آپ کہہ رہے تھے آپ دو سو پاؤنڈ بابا کو بھیج رہے ہیں وہ آپ حکمت کر رہے ہیں تو میں نہیں کر سکتی؟

مرزا مسرور:

کیا حکمت؟

ندا:

کہ مجھے ڈرلگ رہا تھا مجھے میں ایک ٹیکٹ فلی ایک میسج کر رہی تھی اپنی طرف سے

مرزا مسرور:

کیا کر رہی تھی؟

ندا:

ٹیک ۔۔ٹیکٹ فلی ایک میسج کر رہی تھی حکمت کر رہی تھی اپنی طرف سے اپنی پروٹیکشن

کے لیے کیونکہ آپ نے تو اس آدمی کو جو ایک کنجر خانہ کھولا ہو یا ہے ادھر ٹھیک ہے وہ تو طاقتیں آپ نے دی ہیں اس کو اور سارا عام احمدی یہ کہہ رہا ہے عام احمدی یہ آپ پتہ ہے جس ببل میں آپ رہ رہے ہیں میں تو میں تو یہی دعا کر رہی ہوں اللہ آپ کی آنکھیں کھول دے۔ ہاں

مرزا مسرور:

چلو آمین ۔آمین

ندا:

کیونکہ آپ مجھے نہیں پتہ آپ نے اس آدمی کو خدا کیوں بنایا ہو یا ہے ٹھیک ہے کیونکہ ابا کی زندگی میں وہ کچھ نہیں تھا وہ زیرو تھا وہ میری جوتی کی نوک پہ بھی نہیں تھا ویسے تو ابھی بھی نہیں میری جوتی کی نوک پہ ٹھیک ہے آپ نے اس کو بڑا اسٹیٹس دیا ہو یا ہے اور میں ایویڈنس دے دیئے وہ آپ مانیں نہ مانین وہ ایویڈنس کونکریٹ ہیں کہ یہ لغویات باتیں وہ کر رہا ہے چاہے میں نے initiate کیا اور آپ کو ایک 70 سال کے ہیں آپ حضرت صاحب ایک تجربہ۔ مطلب والے آدمی ہیں خلافت کو آپ ایک طرف کریں۔ ٹھیک

مرزا مسرور:

تجربے تجربے تجربے سے ہی بتا رہا ہوں کہ تم ابھی بچہ ہو اس لیے میرے تجربے سے فائدہ اٹھا لو اور اس قسم کی باتیں چھوڑ دو

ندا:

نہیں آپ کو ہے کہ میرا گھر بچ جائے اپنے گھر پہ ایک تلوار لٹکی ہوئی ہے نہ یہ آپ کو اصل

مرزا مسرور:

میرا گھر سے کوئی تعلق نہیں ہے آدمی گھر بچانے کی کوشش اس وقت کرتا ہے جب کمزور ہو میں تو کمزور کوئی نہیں کسی معاملے میں

ندا:

ہاں تو اسی لیے تو آپ دوسروں کو بولی کرتے ہیں کہ چپ رہو چپ رہو اور مجھے نہیں آپ bully کریں گے ہاں آپ تو bully ہیں

مرزا مسرور:

میں تمہیں میں تمہیں ایک نیک مشورہ دے رہا ہوں

ندا:

پھر آپ کی نیکی پہ اللہ رحم کرے اگر یہ نیکی ہے ہاں

مرزا مسرور:

آمین ہاں آمین اچھا اس پر بھی میں آمین کہتا ہوں

ندا:

اور دوسری بات یہ ہے کہ نہیں، ہاں واپس انوسٹی گیشن پہ بابا کو لکھنا کہ گھناونے جو بھی آپ نے ورڈ یوز کیا ہے وہ الزام لگائے ہیں That's just a statement that's not an investigation مجھے خدا کی قسم کھائیں کے جب بابا کی بات آئی شروع تھی آپ نے انوسٹی گیشن شروع کیا تھا خدا کی قسم کھائیں

مرزا مسرور:

میں نے سوال اس سے اس وقت سوال اس وقت ہی کر دینا تھا وہ میں نے کیا اور جب تم نے مجھے مزید تفصیلات دے دی ہیں میں نے مزید تفصیلات

ندا:

چچا مبشر کو کب سوال کیا چچا مبشر کو؟

مرزا مسرور:

چچا مبشر کو تمہاری میں نے اس دن تم سے پوچھا تھا تمہاری ای میلیں آئی ہیں انکو دیکھ لو

ندا:

نہیں نہیں نہیں نہیں نہیں تو یہ سارا انوسٹی گیشن شروع ہو یا ہے جب یہ لفنگا بیچ میں آیا ہے

مرزا مسرور:

کوئی آدمی کے ہاتھ میں کوئی آدمی کے ہاتھ میں کوئی بات ہوتی ہے تو آگے بات چلاتا ہے

ندا:

تو آپ نے افف اللہ ۔ ویسے حضرت صاحب آپ نے ایک دفعہ مجھے نہیں پوچھا میرے ایویڈینس میں کہہ رہی ہوں خطوں میں ایویڈینس (Evidence) ہیں ایویڈینس ہیں پھر بھی نہیں پوچھا پھر میں نے آپ کے اوپر ٹھونسے ہیں میرے ایویڈینس

مرزا مسرور:

میں نے پہلے اس لیے کی کہ ایک تو میرے ہاتھ میں بات نہیں تھی دوسری بات یہ ہے کہ یہ فحاشی اگر دب رہی تھی تو دبنے دینا چاہیے تھی

ندا:

نہیں دوسری نہیں دوسری بات آپ نے کہا تھا کہ ندا میں ایک لفظ نہیں تمہارے خلاف سننے میں نے یہ سارے دعوے جو تھے کدھر چلے گئے پھپھرے تھے؟

مرزا مسرور:

اچھا

ندا:

ہاں اس نہیں یہ پھپھر ے تھے؟ پھپھر آپ کی طرح سے؟

مرزا مسرور:

اچھا چلو

ندا:

جو ایک لڑ کی کے ساتھ جو ظلم ہو چکے ہیں جو باپ کر رہا تھا جو تو وہ کر رہا تھا ماں نے بھی نہیں حفاظت کی اور جس کو ویسے ٹرسٹ ایشوز ہیں اور پھر آپ اس کو ایسے دھکے مار رہے ہیں یہ آپ کو بہت فخر کو رہا ہے اس بات پہ؟ میرے ساتھ یہ سلوک کر کے آپ کی ضمیر ـ ضمیر آپ کو یہ اجازت دے رہی ہے کہ مظلوم کے ساتھ آپ یہ کر رہے ہیں

مرزا مسرور:

بالکل نہیں مجھے کوئی فخر نہیں ہو رہا لیکن میں جو اپنی عقل کے ساتھ نصیحت کر سکتا ہوں وہ تمہیں کر رہا ہوں

ندا:

ویسے حضرت صاحب مجھے نہیں پتہ آپ کیوں پھنسے ہوئے ہیں کس چنگل میں ہیں مگر میں بہت شدت سے آپ کے لیے دعا کروں گی

مرزا مسرور:

جو تمہاری بات پہ چلتا رہے وہ صحیح ہے عقلمند ہے جو تمہاری بات کے خلاف چلے

ندا:

نہیں نہیں میں میرے حقوق کے لیے فائٹ کر رہی ہوں وہ میرا حق ہے وہ آپ ـ ـ آپ بھی نہیں چھین سکتے جو اللہ نے مجھے حق دیا ہے جو ویسٹرن ورلڈ نے بھی دیا ہے

قانون نے دیا ہے اور دین نے مجھے دیا ہے وہ آپ میرے ہاتھوں سے نہیں چھین سکتے اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں خاموش ہوں تو مجھے گچی سے پکڑیں اور گن لیں اور میری کن پٹی پہ مار دیں

مرزا مسرور:

اچھا

ندا:

ہاں کیونکہ یہ نہیں مگر یہی ہوتا ہے یا دو بئی میں سیٹ اپ دے دیتے ہیں لوگوں کو عظمیٰ باجی کی طرح یا ایسے چپ کراتے ہیں جیسے میں آپ کو نہیں پتہ کس سے۔ کس سے انڈر سٹیمیٹ (Underestimate) مجھے کر رہے ہیں۔ ہاں۔

مرزا مسرور:

اچھا اچھا

ندا:

میں کسی صورت پہ آپ کا کام جس گدی میں آپ بیٹھے ہوئے ہیں آپ کا کام ہیں اس میں انصاف دلانا

مرزا مسرور:

ٹھیک بالکل ٹھیک کہتی ہو

ندا:

اور چچا مبشر کہ وہ جو سارے وہ جو۔ اچھا دوسری بات یہ ہے کہ اتنی سختیاں ڈنڈے لگا رہے ہیں اسکو ڈنڈا اس کو ڈنڈا مجھے دھمکیاں دے دی گرمیوں میں میں نے کہا ٹوٹیر کا میں نے صرف observe کرنا ہے میں نے کوئی پارٹیسپیٹ (Participant) نہیں کرنا

تو آپ نے کہا تھا تم اگر اپنا وقف کام کرنا چاہتی ہو تو کر لو سوشل میڈیا اکاؤنٹس ورنہ نہیں بابا جو بھونکی جا رہے ہیں بھونکی جا رہے ہیں ٹوئٹر پہ ان کو کیوں نہیں ڈنڈا مارتے؟

مرزا مسرور:

وہ وقف زندگی تو نہیں ہے

ندا:

نہیں آپ دیکھیں ایک اور انکوسسٹنسی (Inconsistency) آ گئی ہے جب میں نے پہلے ذکر کیا تھا آپ نے کہا تھا میں ساروں کو کہہ چکا ہوں وہ میری بات نہیں مان رہا میں کیا کروں اب ایک اور inconsistency آ گئی ہے اب کم از کم consistent تو رہیں حضرت صاحب

مرزا مسرور:

اچھا اور؟ اور؟

ندا:

اور دوسری بات ہے کہ آپ کہہ رہے تھے یہ جو بچپن کے کورٹ پروسیڈز آف دی کورٹ ہیں جو میرے بچپن کے دوست ہیں جب کورٹ پروسیڈنگ (Court Proceedings) چل رہی ہوتی ہے تو اتنا تو مجھے بھی لیگل لیگلیٹیز (Legal Legalities) مجھے بھی پتہ ہے پراسیکیوشن کو وٹنس لسٹ دیا جاتا ہے اور ڈیفینس کو وٹنس لسٹ دیا جاتا ہے تو آپ مجھے کیوں نہیں بتا رہے کہ کون میرے بارے میں کون بول رہا ہے؟

مرزا مسرور:

کون بول رہا نہیں ہے عمومی رائے بچپن کے دوستوں کی ہوتی ہے سن لیتا ہے انسان

ندا:

نہیں کون ہیں وہ بچپن کے دوست

مرزا مسرور:

کوئی ہو

ندا:

ہاں ایگزیکٹلی اب تو جی آپ یہ کیس فیئر لی چلا رہے ہی نہیں ہیں کوئی دنیا میں نہیں مانے گا پلیز اپنی عزت بچائیں حضرت صاحب

مرزا مسرور:

اچھا۔ خدا کرے میری عزت بچی رہے تمہارے ہاتھوں

ندا:

اچھا ہو ہو ہو ہوں اچھا بہر حال یہ ایسے نہیں ہوتا وٹنس لسٹ دیے جاتے ہیں اور یہ جو انوسٹی گیشن آپ چلا رہے ہیں جو محمود کھوتا شاہ جو ہے اس کی وجہ سے جو آپ چیلنج ہوئے ہیں آپ ایک بندے کی وجہ سے آپ نے ساری جماعت ہمارے 130 سال کا محنت داؤ پہ لگایا ہویا اے کیوں داو پہ لگایا ہویا اے؟

مرزا مسرور:

اچھا ٹھیک اچھا اسکا بھی یہ اللہ تعالیٰ رحم کرے گا

ندا:

حضرت مصلح موعود۔ ہاں یہ جو مجھے اس وقت آپ پچھلی دفعہ بھی کہتے تھے جماعت کو کچھ نہیں ہوسکتا کچھ نہیں ہوسکتا حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے میرے پیغام کا مطلب کیا ہے؟ اگر جماعت تقوی کی راہوں پہ رہے تو بچ جائے گا ورنہ نہیں بچے گا پھر اللہ جماعت کو بھی ختم کر لے گی پیغام میرا قیامت تک رہے گا

مرزا مسرور:

ٹھیک ۔۔ٹھیک ہے

ندا:

تو آپ

مرزا مسرور:

حضرت مسیح موعود جب تک حضرت مسیح موعود کی ساری باتیں پیشگوئیاں پوری نہیں ہو جاتی جماعت قائم رہے گی

ندا:

ابھی پیش گوئی پوری ہو رہی ہے نہایت چھپی ہوئی بات والی

مرزا مسرور:

چاہے میں رہوں یا نہ رہوں پیش گوئیاں ضرور پوری ہوں گی

ندا:

تو اس وقت ایز وی سپیک یہ جو کنورسیشن چل رہا ہے حضرت مسیح موعود کی 1907 کی پیش گوئی پوری ہو رہی ہے اس وقت کیوں اگر اس سے نہایت چھپی ہوئی بات ہے حضرت صاحب تو پھر اف ۔میں کہتی ہوں قیامت آگئی ہمارے اوپر

مرزا مسرور:

اچھا اچھا

ندا:

اس الہام کا آپکے نزدیک اس الہام کا کیا مطلب ہے؟

مرزا مسرور:

اچھا ٹھیک ہے

ندا:

بھیجا تھا نہ؟ بھیجا تھا نہ میں نے؟

مرزا مسرور:

ہیں؟

ندا:

میں نے آپ کو وہ بھیجا تھا الہام نہایت چھپی ہوئی بات

مرزا مسرور:

وہ کچھ اور اس چھپی ہوئی بات سے کوئی تعلق نہیں تمہارے کسی

ندا:

نہیں پھر اس سے کیا؟ نواب محمد علی خان اور حضرت مسیح موعود کی اولاد میں اور کیا ہے نہایت چھپی ہوئی بات؟

مرزا مسرور:

وہ چھپی ہوئی بات کا مسیح موعود اپنی تشریح ڈائری میں کر چکے ہیں اسلیے کوئی ایسا مسلہ نہیں ہے وہ پتہ لگ چکی ہوئی ہے کیا تھی چھپی ہوئی بات

ندا:

کیا چھپی ہوئی بات ہے پھر؟ اس سے بھی زیادہ چھپی ہوئی؟

مرزا مسرور:

اس وقت مجھے یاد نہیں ہے لیکن ڈائری میں ذکر ہے حضرت مسیح موعود کی ڈائری کی تشریح میں لکھی ہوئی ہے تفصیل اس کی

ندا:

اچھا ٹھیک ہے بہر حال اور وہ جو میں نے حدیث بھیجی تھی کہ میں اپنے ذات کا اب قسم کھاتا ہوں اندر کہ لوگ اب اٹھ رہے ہیں یہ کوئی ویسے میں کیسے آپ کو، اپ کو کیسے. آپ کو کوئی ہمدردی ہے میرے ساتھ

مرزا مسرور:

اندر کے لوگ تم تو نہیں کہیں؟

ندا:

ہاں اندر کے لوگ میں سچ کے لیے کی خاطر میں جنگ لڑ رہی ہوں اس وقت ایک اکیلی لڑکی۔۔میں منافقت نہیں کر سکتی

مرزا مسرور:

اندر کے لوگ اٹھ رہے ہیں اور وہ دشمن کے لیے اٹھ رہے تھے سچ کے وہ

ندا:

نہ نہ نہ اس حدیث میں لکھا ہے کہ یہ جو جو یہ جو بھیڑیا والے بنے ہوئے ہیں جو بھی wolves بن کے آتے ہیں اور بڑے میٹھے بنے ہوتے ہیں پھر اندر کے لوگ اٹھیں گے ان کو ظاہر کرنے کے لیے

مرزا مسرور:

اچھا اچھا چلو اللہ کرے اللہ تعالیٰ کرے کے وہ سارے ظاہر ہو جائیں

ندا:

ہاں تو ظاہر ظاہر شروع ہو گیا ہے دوسرا آپ یہ اچھا۔آپ نے چچا فوری سے کوئی بات کی ہے؟ کنفرم کیا ہے ان کے جو فلرٹیشن تھے بڑے مناسب قسم کے؟ ہوں ہہ ہہ ہں

مرزا مسرور:

میں نے کوئی نہیں کیا

ندا:

کوئی نہیں کیا؟ پھر یہ کس ، یہ ٹھیک ہے وہ مگر ان کی باتیں تھیں کافی غلط

مرزا مسرور:

اچھا ٹھیک ہے غلط تھیں تم نے خود ہی کہہ دیا تھا اور تو سرسری باتیں تھیں اور 2018 میں ختم کر دیا تھا

ندا:

ہاں مگر ٹھیک ہے ٹھیک ہے وہ تو میں نے ویسے ہی question تھا ٹھیک ہے بہر حال جو چاچا مبشر چچا مبشر نے کوئی جواب دیا ہے آپ کو؟

مرزا مسرور:

جواب وہ پتہ ہے وہ پتہ نہیں دے رہے تھے میں نے تمہارے سارے میسج اسکو بھیجیں ہوئے ہے جب جواب پہنچ جائیں گے تو دیکھ لیں گے جواب کیا

ندا:

ابھی پہنچے ہی نہیں ہیں پیدل جا رہے ہیں؟

مرزا مسرور:

وہ میں نے ٹیکسٹ نہیں کیا ٹی ایس نہیں کیا میں نے محفوظ طریقے سے بھیجا ہے اس میں 6,5 دن لگتے ہیں جس طریقے سے میں نے بھیجا ہے

ندا:

اچھا اور بابا نے کوئی جواب دیا؟

مرزا مسرور:

بابا نے فی الحال جواب دیا ہے بابا ہر بات سے ڈینائے کرتا ہے

ندا:

ڈینائے کرتا ہے اور آپ نے believe کرلیا ہے؟

مرزا مسرور:

میں believe نہیں کرتا ہوں میں تو اس کی اس کو گواہی پر رکھتا ہوں جو حدیث میں مجھے نظر آئی ہے

ندا:

نہیں مگر اچھا ٹھیک ہے مگر

مرزا مسرور:

میں ۔وہ چاہے صحیح ہو یا غلط ہو جھوٹی گواہی تو اس کے سر گناہ اسکا اس کے سر

ندا:

اور جھوٹی گواہی جو یہ لوگ بھی لے چکے ہیں جو لعنتیں ہیں وہ بھی ان کے آگے آئیں گی ان شاءاللہ

مرزا مسرور:

ٹھیک ہے

ندا:

ہاں میں تو بالکل نہیں گھبرائی ہوئی یہ جو آپ اتنے گھبرائے ہوئے ہیں آپ اس لیے گھبرائے ہوئے ہیں کیونکہ آپ کو پتہ ہے ندا سچ بول رہی ہے اور یہ سارے لفنگوں نے میرے کمر میں چھریاں ماردی ہیں بے وفائی کرلی ہے میرے ساتھ

مرزا مسرور:

اچھا اللہ تعالیٰ رحم کرے گا اور؟ اور؟

ندا:

اور نہیں تو بابا کا ٹوئیٹر نہیں بند کروانا؟

مرزا مسرور:

ہیں

ندا:

بابا کا ٹوئیٹر نہیں بند کروانا؟

مرزا مسرور:

ٹویٹر کونسا؟

ندا:

جس پہ وہ بھونک رہے ہیں اس وقت سارا وقت ٹوئیٹر پہ جو بابا بولی جاتے ہیں اور کوئی چپ ہی نہیں کروا رہا

مرزا مسرور:

بہت سارے بہت سارے احمدی کر رہے ہیں اور نہ میرا ملازم ہے نہ جماعت کا ملازم ہے جس طرح وہ کر رہا ہے

ندا:

نہیں مجھے تو پچھلی دفعہ کہا تھا کہ میں نے سب کو کہا ہے وہ مان رہا نہیں ہے تو میں کیا کرسکتا ہوں

مرزا مسرور:

بہت ساری باتیں ضروری ہیں اللہ تعالیٰ نے سب کو کہا ہوا ہے کہ 5 نمازیں

ندا:

پھر مجھے نہ دھمکیاں دیا کریں پھر انصاف سے دھمکیاں دیا کریں

مرزا مسرور:

تم کونسا رک رہی ہو تم بھی تو کر رہی ہو

ندا:

آآاہ نہیں استغفر اللہ ٹوئیٹر پہ میں نے ایک میں نے کلوز کیا ہوا ہے میرا اکاؤنٹ میں نے میرے انسٹا گرام کلوز کر لیا تھا خدا کا خوف کریں حضرت صاحب یہ اتنا بڑا جھوٹ بولا ہے

مرزا مسرور:

اچھا آخر تمہارے میسج جاتے ہی ہیں نہ

ندا:

واٹس ایپ پہ جاتے ہیں وٹس ایپ پہ جاتے ہیں

مرزا مسرور:

ٹوئیٹر پر نہ جائیں واٹس ایپ پہ جائیں بات تو ایک ہی ہے سوشل میڈیا پہ

ندا:

نہیں نہیں نہیں نہیں نہیں آپ نے واٹس ایپ کا نام نہیں یوز کیا تھا نہ نہیں غلط بات ہاں

مرزا مسرور:

اچھا ٹھیک ہے ٹھیک ہے ایسی باتیں نہ کرو دوسرا وقت وقت کافی ہو گیا ہے اور یہی میں نے پوچھنا تھا تمہاری کوئی بات ہے تو بات پوری ہو گئی اللہ حافظ السلام علیکم

ندا: السلام علیکم

اہم نکات کی فہرست

ذیل میں ہماری فراہم کردہ مکمل کال کے اہم نکات کا غیر جانبدار اور خلاصہ جاتی اشاریہ پیش کیا جا رہا ہے، تاکہ مواد کو بعد میں تجزیہ یا تبصرے کے لیے منظم انداز میں استعمال کیا جا سکے۔ اس فہرست میں دعویٰ، جواب، اختلاف اور موقف کو بیان کیا گیا ہے، کسی حتمی فیصلے یا تصدیق کے بغیر۔

1. ندا نصر کی جانب سے یہ مؤقف کہ ان کے ساتھ جنسی زیادتی / ہراسانی کے واقعات ہوئے، اور اس کے ثبوت ای میلز اور واٹس ایپ چیٹس کی صورت میں موجود ہیں۔

2. مرزا مسرور کا مؤقف کہ شریعت میں ایسے معاملات میں یا تو چار گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے یا دونوں فریقوں کے اقرار کی، بصورتِ دیگر سزا یا کارروائی ممکن نہیں۔

3. ندا نصر کا شدید اختلاف کہ ریپ اور زنا میں فرق ہے اور ریپ کے لیے چار گواہوں کی شرط قرآن سے ثابت نہیں، جبکہ ثبوت (ڈیجیٹل) قابل قبول ہونے چاہئیں۔

4. مرزا مسرور کی بار بار یہ رائے کہ فحاشی کو چھپانا بہتر ہے اور ندا کی عزت خاموشی میں ہے۔

5. ندا نصر کا یہ الزام کہ جماعتی نظام مظلوم کو خاموش کروا رہا ہے اور طاقتور افراد کو تحفظ دیا جا رہا ہے۔

6. ندا نصر کی جانب سے مخصوص جماعتی عہدیدار پر جنسی نوعیت کے نامناسب رویّے اور پیغامات کا الزام، اور یہ مؤقف کہ ایسا شخص کسی عہدے کے لائق نہیں۔

7. مرزا مسرور کا کہنا کہ چیٹس کے الفاظ کے مختلف مطلب نکل سکتے ہیں اور اس لیے حتمی

نتیجہ نکالنا درست نہیں۔

8. ندا نصر کا دعویٰ کہ برطانوی قانون اور عدالتیں ان شواہد کو سنجیدگی سے لیں گی، جبکہ جماعتی نظام انہیں نظرانداز کر رہا ہے۔

9. مرزا مسرور کی جانب سے بار بار یہ سوال کہ اگر ندا ان کے فیصلوں کو غیر اسلامی سمجھتی ہیں تو بیعت میں رہنے کا کیا جواز ہے۔

10. ندا نصر کا واضح مؤقف کہ وہ بیعت سے نکلنے کو دباؤ اور بیانیہ کنٹرول سمجھتی ہیں اور خود فیصلہ کریں گی۔

11. ندا نصر کا الزام کہ تحقیقات بروقت اور غیر جانبدارانہ انداز میں شروع نہیں کی گئیں بلکہ حالات کے دباؤ میں بعد میں کی گئیں۔

12. مرزا مسرور کا مؤقف کہ تحقیقات ان کے اپنے طریقۂ کار کے مطابق ہو رہی ہیں اور وہ کسی کو جواب دہ نہیں، سوائے اللہ کے۔

13. ندا نصر کی طرف سے یہ احساس کہ مرزا مسرور ذاتی یا خاندانی دباؤ کے تحت فیصلے کر رہے ہیں اور "کمپرومائزڈ" ہیں۔

14. ندا نصر کا بار بار یہ کہنا کہ وہ خاموش نہیں رہیں گی اور معاملہ عوام، میڈیا اور عدالتوں تک لے جائیں گی۔

15. گفتگو کے دوران اعتماد کے شدید فقدان، جذباتی دباؤ، تلخ جملوں اور باہمی الزامات کا واضح اظہار۔

میں یہاں ایک احتیاط کے ساتھ، تحقیقی اور تجزیاتی انداز میں مضمون پیش کر رہا ہوں، جس میں الزامات کو بطور دعویٰ/مؤقف بیان کیا جائے گا، نہ کہ قطعی فیصلے کے طور پر۔ اس اسلوب سے تحریر علمی، قابل اشاعت اور قانونی و اخلاقی حدود کے اندر رہے گی، اور قاری خود نتیجہ

اخذ کرنے کے قابل ہوگا۔

نکتہ نمبر 1:

(ندا نصر کا مؤقف، جنسی زیادتی کے الزامات اور ڈیجیٹل شواہد کی اہمیت)

اس رسالے کا پہلا اور بنیادی نکتہ ندا نصر کی جانب سے پیش کردہ وہ مؤقف ہے جس میں وہ یہ دعویٰ کرتی ہیں کہ ان کے ساتھ قادیانی جماعت کے بااثر افراد کی طرف سے جنسی زیادتی اور مسلسل ہراسانی کے واقعات پیش آئے۔ ندا نصر کے بیان کی غیر معمولی اہمیت اس وجہ سے بھی بڑھ جاتی ہے کہ وہ کوئی غیر معروف فرد نہیں بلکہ قادیانی خلیفہ کے قریبی خاندانی حلقے سے تعلق رکھتی ہیں، اور اسی وجہ سے ان کے الزامات محض ذاتی شکوہ نہیں رہتے بلکہ ایک پورے نظام، ڈھانچے اور داخلی ماحول پر سوالیہ نشان بن جاتے ہیں۔

ندا نصر کے مؤقف کا مرکزی ستون یہ ہے کہ ان کے دعوے محض زبانی یا جذباتی نہیں بلکہ ان کے پاس ای میلز اور واٹس ایپ چیٹس کی صورت میں تحریری اور ڈیجیٹل شواہد موجود ہیں۔ جدید دور میں ایسے ڈیجیٹل ریکارڈز کو مکمل طور پر نظر انداز کرنا ممکن نہیں رہا، کیونکہ یہ نہ صرف وقت، تاریخ اور فریقین کی نشاندہی کرتے ہیں بلکہ طاقت کے عدم توازن اور دباؤ کے ماحول کو بھی بے نقاب کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں جنسی ہراسانی کے مقدمات میں ڈیجیٹل گفتگو کو بطور قرینہ یا شہادت پیش کیا جاتا ہے۔

ندا نصر کا یہ کہنا کہ انہوں نے بارہا جماعتی قیادت کو آگاہ کیا، مگر انہیں انصاف کے بجائے خاموش رہنے، صبر کرنے اور معاملہ دبا دینے کا مشورہ دیا گیا، اس نکتہ کو مزید سنگین بنا دیتا ہے۔ یہاں سوال یہ نہیں رہتا کہ الزام سچا ہے یا جھوٹا، بلکہ اصل سوال یہ بن جاتا ہے کہ اگر جماعت واقعی اخلاقی، روحانی اور عدل پر مبنی نظام ہونے کا دعویٰ کرتی ہے تو پھر ایسے الزامات پر شفاف تحقیقات کیوں نہیں ہوئیں، اور متاثرہ فریق کو بیرونی قانونی فورمز پر جانے

سے کیوں روکا گیا۔

اس نکتہ کے ذریعے ہماری کتاب کے مرکزی بیانیے سے ربط واضح ہوتا ہے، کیونکہ سابقہ رسائل میں بھی یہی دکھایا جا چکا ہے کہ قادیانیت کے اندر ایک ایسا ماحول موجود رہا ہے جہاں طاقتور مرد، مذہبی تقدس کی آڑ میں، جواب دہی سے بالا تصور کیے جاتے ہیں، جبکہ عورت کو وفاداری، خاموشی اور قربانی کا درس دیا جاتا ہے۔ ندا نصر کا مقدمہ اس طرزِ فکر کی ایک جدید اور زندہ مثال کے طور پر سامنے آتا ہے، جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ مسئلہ کسی ایک فرد تک محدود نہیں بلکہ ایک فکری اور تنظیمی کلچر کا حصہ ہے۔

اسی لیے اس نکتہ میں محض ایک شخص کی داستان نہیں بلکہ ایک پورے نظام پر سوال ہے۔ یہ قاری کو مجبور کرتا ہے کہ وہ قادیانی جماعت کے اخلاقی دعووں، عورت کے تحفظ کے نعروں اور عملی رویّوں کے درمیان موجود تضاد پر سنجیدگی سے غور کرے، اور یہ سمجھے کہ جب الزامات ای میلز اور چیٹس جیسے شواہد کے ساتھ سامنے آئیں تو انہیں محض "فتنہ" کہہ کر رد کرنا خود انصاف کے قتل کے مترادف ہوتا ہے۔

نکتہ نمبر 2:

(مرزا مسرور کا وہ مؤقف کہ زنا میں چار گواہوں کی شرط ہے یا فریقین کا اقرار)

چار گواہوں کی شرط: شریعت کا تقاضا یا قادیانیت کا حیلہ؟

ندا نصر کے معاملے پر مرزا مسرور کا سب سے نمایاں اور مرکزی مؤقف یہ تھا کہ شریعت میں جنسی زیادتی یا بدکاری جیسے معاملات میں یا تو چار عینی گواہ ہونے چاہئیں یا دونوں فریقوں کا اقرار، ورنہ نہ سزا دی جا سکتی ہے اور نہ کوئی عملی اقدام ممکن ہے۔ بظاہر یہ بات شریعت کے نام پر کہی گئی، مگر حقیقت میں یہ مؤقف فقہِ اسلامی کی صریح تحریف اور مظلوم کے لیے دروازے بند کرنے کے مترادف ہے۔

اسلامی شریعت میں چار گواہوں کی شرط دراصل حدِّ زنا کے نفاذ کے لیے ہے، نہ کہ ہر قسم کی جنسی زیادتی، ہراسانی، جبر یا استحصال کے ثبوت کے لیے۔ فقہاءِ امت کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر زنا بالجبر (یعنی ریپ) ہو تو وہ محض حد کا مسئلہ نہیں رہتا بلکہ ظلم، جبر اور فساد فی الارض کے زمرے میں آ جاتا ہے، جہاں قرائن، شہادتِ حال، طبی شواہد، تحریری ثبوت اور گواہیوں کی دیگر اقسام معتبر ہوتی ہیں۔

مرزا مسرور کا چار گواہوں پر اصرار دراصل حد اور تعزیر کے فرق کو مٹا دینے کی کوشش ہے۔ شریعت میں اگر حد کے تقاضے پورے نہ ہوں تو تعزیری کارروائی کا دروازہ کھلا رہتا ہے، جس میں قاضی حالات، شواہد اور قرائن کی بنیاد پر فیصلہ کرتا ہے۔ لیکن قادیانی خلیفہ نے اس بنیادی اصول کو نظر انداز کر کے ایسا تاثر دیا گویا چار گواہ نہ ہوں تو مظلوم کی فریاد بھی ناقابل سماعت ہے۔

یہ مؤقف نہ صرف فقہی طور پر کمزور ہے بلکہ عملی طور پر مجرم کو تحفظ اور متاثرہ فرد کو خاموش کرانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ آج کے دور میں جب جرائم بند کمروں میں، طاقت کے عدم توازن کے تحت اور نفسیاتی دباؤ میں ہوتے ہیں، چار عینی گواہوں کی شرط عائد کرنا دراصل یہ کہنا ہے کہ یہ جرم ثابت ہی نہ ہو سکے۔

یہاں ایک اور سنگین پہلو بھی سامنے آتا ہے۔ مرزا مسرور نے فریقین کے اقرار کو بھی شرط بنایا، حالانکہ شریعت میں مجرم کا اقرار کوئی لازمی شرط نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو دنیا میں شاید ہی کوئی جرم ثابت ہو پاتا۔ اسلامی قضاء کا نظام ہمیشہ قرائن، حالات اور شہادتِ حال کو وزن دیتا آیا ہے۔ مگر قادیانیت میں خلیفہ کا یہ مؤقف اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں شریعت انصاف کے لیے نہیں بلکہ دفاع کے لیے استعمال ہو رہی ہے۔

اس مؤقف کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگر کسی قادیانی گھر، جماعتی نظام یا مذہبی ڈھانچے کے

اندر کوئی زیادتی ہو جائے تو متاثرہ فرد کو پہلے ہی بتا دیا جاتا ہے کہ تمہارے پاس چار گواہ نہیں، اس لیے تمہاری بات بے وزن ہے۔ یہی سوچ وہ فضا پیدا کرتی ہے جس میں جرائم دب جاتے ہیں، مجرم محفوظ رہتے ہیں اور متاثرین خاموشی پر مجبور ہوتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ندا نصر کے معاملے میں اصل بحث جرم کے سدِّ باب پر نہیں بلکہ شرعی موشگافیوں کے ذریعے معاملہ دبانے پر مرکوز رہی۔ یہ رویہ نہ اسلامی ہے، نہ اخلاقی، اور نہ ہی انسانی انصاف کے تقاضوں سے ہم آہنگ۔ بلکہ یہ اس بات کی ایک اور کڑی ہے کہ قادیانی نظام میں افراد نہیں، ادارے اہم ہوتے ہیں؛ اور جب ادارہ خطرے میں ہو تو شریعت کو ڈھال بنا لیا جاتا ہے۔

یوں مرزا مسرور کا یہ مؤقف، جو بظاہر شریعت کے نام پر ہے، دراصل قادیانیت کے اس مجموعی مزاج کی عکاسی کرتا ہے جس میں گناہ کے بجائے گناہ گار کا تحفظ اور مظلوم کے بجائے نظام کی بقا اولین ترجیح ہے۔ یہی وہ ربط ہے جو اس رسالے کو سابقہ ابواب سے جوڑتا ہے اور یہی وہ بنیاد ہے جس پر یہ دعویٰ مضبوط ہوتا ہے کہ قادیانیت میں انصاف نہیں، صرف کنٹرول اور پردہ پوشی ہے۔

نکتہ نمبر 3:

(ندا نصر کا مؤقف ریپ اور زنا میں فرق، اور چار گواہوں کی شرط کا غلط اطلاق)

اس نکتے میں ندا نصر قادیانی کا سب سے بنیادی اور فیصلہ کن اختلاف سامنے آتا ہے، جو پوری قادیانی فقہی ساخت اور خلیفۂ وقت کے مؤقف کو جڑ سے ہلا دیتا ہے۔ ندا نصر نے واضح طور پر یہ بات کہی کہ ریپ (جبراً جنسی زیادتی) اور زنا (باہمی رضامندی سے بدکاری) ایک ہی جرم نہیں ہیں، نہ ہی دونوں کے ثبوت کا معیار ایک جیسا ہو سکتا ہے۔ یہ مؤقف نہ صرف عقلِ عام کے مطابق ہے بلکہ خود قرآن، سنت اور فقہِ اسلامی کے مسلمہ اصولوں سے بھی ہم آہنگ

ہے، لیکن قادیانی قیادت نے دانستہ یا نادانستہ طور پر اس فرق کو مٹا کر مظلوم کو مجرم اور مجرم کو محفوظ بنانے کی روش اختیار کی۔

اسلامی شریعت میں چار گواہوں کی شرط زنا کے الزام کے لیے ہے، ریپ کے لیے نہیں۔ زنا چونکہ ایک رضا کارانہ فعل ہے، اس لیے اس میں سخت ترین ثبوت رکھا گیا تاکہ کسی پاک دامن پر جھوٹا الزام نہ لگے۔ اس کے برعکس ریپ ایک جبر، ظلم اور تشدد پر مبنی جرم ہے، جس میں اکثر کوئی عینی گواہ موجود ہی نہیں ہوتا۔ اگر ریپ پر بھی چار گواہوں کی شرط لاگو کر دی جائے تو دنیا کا کوئی بھی ریپسٹ کبھی سزا نہ پا سکے۔ یہی وہ نکتہ ہے جس پر ندا نصر نے شدید احتجاج کیا اور خلیفۂ وقت کی فقہی ناواقفیت یا دانستہ تحریف کو بے نقاب کیا۔

ندا نصر نے یہ بھی مؤقف اختیار کیا کہ موجودہ دور میں ڈیجیٹل شواہد جیسے ای میلز، واٹس ایپ چیٹس، وائس نوٹس اور کال ریکارڈنگز کو ثبوت کے طور پر قبول کیا جانا چاہیے، کیونکہ یہی وہ جدید قرائن ہیں جو مجرم کے جرم کو ثابت کرتے ہیں۔ اسلامی فقہ میں قرائن (Circumstantial Evidence) ہمیشہ سے معتبر رہے ہیں، خاص طور پر تعزیری جرائم میں۔ لیکن قادیانی خلیفہ نے نہ صرف ان شواہد کو مسترد کیا بلکہ پورے معاملے کو زنا کے خانے میں ڈال کر چار گواہوں کی رٹ لگا دی، جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ زیادتی کرنے والے محفوظ ہو گئے اور متاثرہ لڑکی کو خاموش رہنے کا مشورہ دیا گیا۔

یہ رویہ محض ایک فقہی غلطی نہیں بلکہ ایک منظم ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے، جس کا مقصد ادارے، خاندان اور خلیفہ کو بچانا ہے، چاہے اس کے لیے انصاف، اخلاق اور انسانیت سب کو قربان کیوں نہ کرنا پڑے۔ یہی وہ ذہنیت ہے جسے ہم اس کتاب کے عنوان ”قادیانی کنجر خانہ“ میں واضح کر رہے ہیں، جہاں بدکاری صرف ایک فرد کا فعل نہیں بلکہ ایک پورے نظام کا حصہ بن چکی ہے، اور جہاں شرم، حیا اور عدل محض نعروں تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔

ندا نصر کا یہ اختلاف دراصل ایک فرد کی آواز نہیں بلکہ ان ہزاروں قادیانی لڑکیوں کی نمائندگی کرتا ہے جو اسی نظام کے اندر رہتے ہوئے جنسی استحصال کا شکار ہوئیں، لیکن چار گواہوں، جھوٹی فقہ اور نام نہاد خلافت کے سائے میں ہمیشہ کے لیے خاموش کرا دی گئیں۔ یہی نکتہ اس رسالے کے ربط کو پچھلے تمام رسائل سے جوڑتا ہے اور یہ ثابت کرتا ہے کہ قادیانیت محض ایک گمراہ عقیدہ نہیں بلکہ ایک ایسا اخلاقی کنجر خانہ ہے جہاں طاقتور محفوظ اور کمزور قربان ہوتا ہے۔

نکتہ نمبر 4:

(فحاشی کو چھپانے کا نظریہ اور ''خاموشی میں عزت'' کا تصور ایک فکری و اخلاقی تجزیہ)

اس پورے قضیے میں ایک نہایت اہم اور تشویش ناک پہلو وہ سوچ ہے جو قادیانی جماعت کے سربراہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے، یعنی یہ کہ جنسی زیادتی یا فحاشی جیسے سنگین معاملات کو منظرِ عام پر لانے کے بجائے چھپا دینا بہتر ہے اور متاثرہ عورت کی ''عزت'' اسی میں ہے کہ وہ خاموش رہے۔ یہ تصور بظاہر ہمدردی اور مصلحت کے لبادے میں لپٹا ہوا نظر آتا ہے، مگر جب اسے اخلاق، شریعت اور انسانی انصاف کے اصولوں کی روشنی میں پرکھا جائے تو یہ ایک خطرناک اور ظالمانہ سوچ بن کر سامنے آتا ہے۔

سب سے پہلے یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ اسلام میں عزت خاموشی کا نام نہیں بلکہ حق کے قیام کا نام ہے۔ مظلوم کو خاموش رہنے کا مشورہ دینا، اور ظالم یا مجرم کو بے نقاب ہونے سے بچانا، کسی بھی صورت میں اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ نہیں۔ اگر فحاشی یا زیادتی واقعی ایک جرم ہے، تو پھر اسے چھپانا درحقیقت جرم کی اعانت کے مترادف ہے، نہ کہ عزت کی حفاظت۔

یہاں ''عزت'' کا جو تصور پیش کیا جاتا ہے وہ دراصل متاثرہ عورت پر ایک اضافی بوجھ

ڈال دیتا ہے۔ اسے یہ باور کرایا جاتا ہے کہ اگر وہ بولی تو اس کی بدنامی ہوگی، خاندان پر حرف آئے گا، جماعت کی ساکھ متاثر ہوگی، گویا قصوروار وہ خود ہے، نہ کہ وہ شخص جس نے زیادتی کی۔ اس طرزِ فکر کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اس سے مجرم کو اخلاقی ڈھال مل جاتی ہے اور مستقبل میں ایسے واقعات کے دروازے مزید کھل جاتے ہیں۔

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ اگر واقعی جماعتی نظام پاک، شفاف اور اخلاقی بلندی کا حامل ہے تو پھر سچ سامنے آنے سے خوف کیوں؟ خاموشی کو ''عزت'' اور بولنے کو ''فتنہ'' قرار دینا دراصل اس بات کا اعتراف ہے کہ نظام کے اندر کچھ ایسا موجود ہے جسے سامنے آنے سے بچانا مقصود ہے۔ یہی سوچ وہ بنیاد فراہم کرتی ہے جس پر ادارہ جاتی بدکاری پروان چڑھتی ہے اور متاثرین کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

اس نظریے کا ایک اور سنگین پہلو یہ ہے کہ یہ متاثرہ عورت کی نفسیاتی اور اخلاقی بحالی کے تمام راستے بند کر دیتا ہے۔ انصاف، اعترافِ جرم اور احتساب کے بغیر نہ تو زخم بھرتے ہیں اور نہ ہی معاشرہ پاک ہوتا ہے۔ خاموشی وقتی طور پر شور کو دبا سکتی ہے، مگر گندگی کو صاف نہیں کرتی، بلکہ اسے مزید اندر سڑا دیتی ہے۔

اگر اس سوچ کو سابقہ رسائل کے تسلسل میں دیکھا جائے تو ایک واضح ربط سامنے آتا ہے۔ پہلے کنجریوں، طوائفوں اور فحاشی سے قربت؛ پھر ان اعمال کو مختلف تاویلات کے ذریعے جائز یا قابلِ نظر انداز ٹھہرانا؛ اور اب جب معاملہ گھر کے اندر آتا ہے تو ''چھپا دو'' کا نعرہ۔ یہ سب ایک ہی فکری سلسلے کی کڑیاں ہیں، جس میں اخلاقیات کا معیار ہمیشہ طاقتور کے حق میں اور کمزور کے خلاف استعمال ہوتا رہا ہے۔

نتیجتاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ ''خاموشی میں عزت'' کا نظریہ دراصل عزت کی نہیں بلکہ نظام کی حفاظت کا تصور ہے۔ یہ عورت کے حق میں نہیں بلکہ اس ڈھانچے کے حق میں ہے جو سوالات،

احتساب اور سچائی سے خوفزدہ ہے۔ ایسے ماحول میں انصاف نہیں، صرف مفاد زندہ رہتا ہے، اور یہی وہ فکری بنیاد ہے جسے اس رسالے میں بے نقاب کرنا مقصود ہے۔

نکتہ نمبر 5:

(ندا نصر کا کہنا کہ جماعتی نظام مظلوم کو خاموش اور طاقتور قادیانیوں کو تحفظ دے رہا ہے)

ندا نصر کی جانب سے سامنے آنے والا یہ مؤقف اس پوری بحث کا سب سے سنگین اور فیصلہ کن پہلو ہے، کیونکہ یہاں معاملہ کسی فرد کے ذاتی عمل تک محدود نہیں رہتا بلکہ ایک پورے مذہبی و جماعتی نظام کے طرزِ عمل پر سوال اٹھ جاتا ہے۔ ندا نصر کے بقول جب انہوں نے اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی اور ہراسانی کے واقعات کو جماعتی سطح پر اٹھایا تو ان کی دادرسی کے بجائے انہیں صبر، خاموشی اور بدنامی سے بچنے کے مشورے دیے گئے، جبکہ جن افراد پر الزامات تھے ان کی حیثیت، اثر و رسوخ اور جماعتی مرتبے کو سامنے رکھ کر معاملے کو دبانے کی کوشش کی گئی۔ اس مؤقف نے قادیانی جماعت کے اس دعوے کو چیلنج کر دیا ہے جس کے مطابق ان کا نظام عدل، تقویٰ اور اخلاقی پاکیزگی کی اعلیٰ مثال ہے۔

یہاں اصل سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر واقعی جماعت اپنے آپ کو ایک اصلاحی اور اخلاقی نظام کہتی ہے تو پھر مظلوم کی آواز سب سے پہلے کیوں نہیں سنی گئی۔ ندا نصر کے مطابق انہیں بار بار یہ احساس دلایا گیا کہ ایسے معاملات کو عوامی یا قانونی سطح پر لے جانا جماعت کی بدنامی کا باعث بنے گا، اور یوں ایک فرد کی تکلیف کو اجتماعی وقار کے نام پر ثانوی حیثیت دے دی گئی۔ یہ طرزِ فکر کسی بھی مذہبی یا سماجی نظام کے لیے نہایت خطرناک ہوتی ہے، کیونکہ اس میں انصاف کا مرکز حق کے بجائے طاقت بن جاتا ہے۔

ندا نصر کی کال یہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ جماعتی ڈھانچے میں ایک غیر اعلانیہ درجہ بندی موجود ہے، جہاں عام کارکن یا خاتون کی حیثیت کمزور ہے اور بااثر افراد کے لیے ایک غیر

مرئی تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ اگر یہ مؤقف درست ہے تو یہ محض ایک واقعہ نہیں بلکہ ایک سوچ کی نشاندہی کرتا ہے، ایسی سوچ جس میں "نظام بچانے" کے نام پر مظلوم کو قربان کر دیا جاتا ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جہاں قادیانیت کے اخلاقی دعوے اور عملی رویے آمنے سامنے آ کھڑے ہوتے ہیں۔

اس تناظر میں یہ سوال بھی اہم ہو جاتا ہے کہ اگر جماعت واقعی اپنے اندر احتساب اور اصلاح کا دعویٰ رکھتی ہے تو پھر شفاف تحقیقات، غیر جانبدار سماعت اور قانونی راستے کی حوصلہ افزائی کیوں نہیں کی گئی۔ ندا نصر کے مطابق انہیں یہ تاثر دیا گیا کہ طاقتور افراد کے خلاف بات کرنا نہ صرف بے فائدہ ہے بلکہ خود ان کے لیے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ اس طرح کا ماحول کسی ایک فرد کو نہیں بلکہ پوری جماعت کے کمزور طبقات، خصوصاً خواتین، کو عدم تحفظ کا شکار بنا دیتا ہے۔

یہ نکتہ ہماری کتاب "قادیانی کنجر خانہ" کے مرکزی بیانیے سے اس لیے جڑتا ہے کہ یہاں مسئلہ محض اخلاقی لغزشوں کا نہیں بلکہ ایک ایسے نظام کا ہے جو اپنے اندر پیدا ہونے والی خرابیوں کو تسلیم کرنے کے بجائے انہیں چھپانے کو ترجیح دیتا ہے۔ جب مظلوم کی زبان بند کی جائے اور بااثر افراد کے گرد حفاظتی حصار کھڑا کر دیا جائے تو بدکاری، استحصال اور ناانصافی ایک فرد سے نکل کر پورے نظام کی پہچان بن جاتی ہے۔ ندا نصر کا الزام اسی نظامی خرابی کی علامت کے طور پر سامنے آتا ہے، جو قادیانیت کے دعوائے پاکیزگی پر ایک گہرا سوالیہ نشان قائم کرتا ہے۔

نکتہ نمبر 6:

(ندا نصر کی جانب سے جماعتی عہدیدار پر جنسی اور رومانوی پیغامات کا الزام)

یہ نکتہ دراصل پورے قضیے کا اخلاقی اور اصولی مرکز ہے۔ ندا نصر کا مؤقف یہ نہیں کہ وہ

محض ذاتی سطح پر کسی رویّے سے نالاں ہیں، بلکہ ان کا بنیادی اعتراض یہ ہے کہ اگر کسی شخص پر جنسی نوعیت کے نامناسب رویّوں کے سنگین الزامات ہوں، اور ان الزامات کے ساتھ تحریری پیغامات، ای میلز یا چیٹس جیسا مادی ریکارڈ موجود ہو، تو ایسا شخص خود قادیانی جماعت کے اپنے دعویٰ کردہ اخلاقی معیار کے مطابق بھی کسی جماعتی منصب پر فائز رہنے کا اہل نہیں رہتا۔

قادیانی جماعت اپنے لٹریچر اور خطابات میں یہ دعویٰ کرتی رہی ہے کہ اس کا نظام ایک "روحانی خلافت" کے تحت چلتا ہے، جہاں عہدیداروں سے تقویٰ، طہارتِ کردار اور اعلیٰ اخلاق کی توقع کی جاتی ہے۔ لیکن ندا نصر کے بیان کردہ مؤقف نے اس بیانیے کو اندر سے چیلنج کر دیا ہے۔ سوال یہ نہیں کہ الزام درست ہے یا غلط، بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ ایسے الزامات کے بعد جماعت کا ردِ عمل کیا ہونا چاہیے تھا۔

اگر جماعت واقعی اخلاقی تطہیر اور احتساب پر یقین رکھتی ہے تو منطقی طور پر پہلا قدم یہ ہونا چاہیے تھا کہ الزام زدہ عہدیدار کو غیر جانبدارانہ تحقیقات مکمل ہونے تک عہدے سے الگ کیا جاتا، تاکہ نہ متاثرہ فریق دباؤ میں آئے اور نہ جماعتی نظام پر سوال اٹھے۔ مگر ندا نصر کے بیانات سے یہ تاثر ملتا ہے کہ عہدے کا تقدس فرد کے عمل پر غالب رکھا گیا، اور متاثرہ عورت کو صبر، خاموشی یا معاملہ دبانے کا مشورہ دیا گیا۔

یہ طرزِ عمل خود قادیانی جماعت کے اپنے دعووں سے ٹکراتا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص واقعی "خلیفہ کے نظام" کے تحت منتخب یا مقرر ہوتا ہے، تو پھر اس کے کردار پر اٹھنے والا سوال پورے نظام پر سوال بن جاتا ہے۔ ندا نصر کا مؤقف اسی نکتے پر مرکوز ہے کہ عہدہ کسی کو اخلاقی احتساب سے بالاتر نہیں بناتا۔

یہاں ایک اور اہم پہلو بھی سامنے آتا ہے۔ قادیانی لٹریچر میں عورت کو بارہا فتنہ، کمزور

اور حدود میں رہنے کی تلقین کی جاتی ہے، مگر جب وہی عورت کسی بااثر مرد کے خلاف آواز اٹھاتی ہے تو اس کی بات کو ذاتی مسئلہ، جذباتی ردِعمل یا نظم شکنی قرار دے دیا جاتا ہے۔ ندا نصر کے کیس میں بھی یہی تضاد نمایاں ہوتا ہے کہ کردار پر سوال عورت کے اٹھانے سے جرم نہیں بنتا، بلکہ عورت ہی سوال بن جاتی ہے۔

اس نکتے کے تحت یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ندا نصر کا اعتراض محض کسی فرد کے خلاف نہیں، بلکہ ایک ایسے جماعتی کلچر کے خلاف ہے جس میں عہدہ، نسبت اور طاقت جواب دہی سے بچنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ یہی وہ پہلو ہے جو اس رسالے کے مرکزی دعوے سے جڑتا ہے کہ قادیانی نظام میں اخلاقی زوال محض انفرادی نہیں بلکہ ساختی (systemic) ہے۔

یوں نکتہ نمبر 6 یہ ثابت کرتا ہے کہ مسئلہ صرف ایک الزام یا ایک چیٹ کا نہیں، بلکہ یہ سوال ہے کہ کیا قادیانی جماعت واقعی اپنے دعویٰ کردہ روحانی و اخلاقی معیار پر خود بھی پورا اترتی ہے، یا یہ معیار صرف دوسروں کو ناپنے کے لیے ہیں، اپنے بڑوں کے لیے نہیں؟

نکتہ نمبر 7:

(مرزا مسرور کا موقف اور چیٹس کے مختلف معانی)

ندا نصر کی جانب سے جو ای میلز اور واٹس ایپ چیٹس پیش کی گئی ہیں، ان میں واضح اور کلیر زبان میں جنسی ہراسانی اور زیادتی کے الزامات بیان کیے گئے ہیں۔ نکتہ نمبر 7 میں مرزا مسرور کا مؤقف سامنے آیا کہ ان چیٹس کے الفاظ کے مختلف مطلب نکل سکتے ہیں، اور اس لیے ان سے حتمی نتیجہ نکالنا درست نہیں۔

اس موقف کا تجزیہ کرتے ہوئے چند اہم پہلو سامنے آتے ہیں:

1. واضحیت اور معنویت کا فقدان:

مرزا مسرور کے دعوے کے مطابق چیٹس کے الفاظ کے مختلف مطلب نکل سکتے ہیں،

مگر حقیقت یہ ہے کہ ندا نصر کی جانب سے پیش کیے گئے تمام مکالمات مکمل طور پر واضح اور مخصوص ہیں۔ ان میں کسی قسم کی مبہمیت یا متضاد اشارے نہیں ہیں۔ ہر جملہ براہ راست اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ انہوں نے اپنی جنسی استثنائی صورت حال کو بیان کیا ہے، اور ہر چیٹ میں صرف اسی موضوع پر گفتگو ہوئی۔

2. ثبوت کی سالمیت:

ای میلز اور واٹس ایپ چیٹس بلیک اینڈ وائٹ ثبوت کے طور پر پیش کی گئی ہیں، جنہیں کسی بھی طرح کی تشریح یا معنویت کی تبدیلی کے ذریعے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ مرزا مسرور کے مؤقف سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شواہد کی حقیقت کو کم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، جبکہ یہ شواہد براہ راست وقوعات سے متعلق ہیں۔

3. عوامی اور جماعتی ربط:

مرزا مسرور کی اس بات سے یہ تاثر بھی ابھرتا ہے کہ وہ جماعتی سطح پر ہونے والے واقعات کو چھپانے اور اپنے موقف کی حفاظت کے لیے کسی بھی واضح ثبوت کو نظرانداز کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس مؤقف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قادیانیت میں اعلیٰ قیادت بھی ایسے گھناونے اعمال سے لاعلم نہیں، بلکہ وہ انہیں چھپانے کی ذمہ داری لیتے ہیں۔

4. ناد نصر کے موقف کی مضبوطی:

چیٹس کے صاف اور واضح مواد کے پیش نظر، ندا نصر کا موقف ہر اعتبار سے مستند اور مضبوط ہے۔ الفاظ کے "متعدد مطلب" نکالنے کی کوشش صرف دفاعی حربہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ای میلز اور چیٹس میں کوئی ایسا جملہ نہیں جس سے الزامات کی صداقت پر شک کیا جا سکے۔

نکتہ نمبر 7 یہ واضح کرتا ہے کہ مرزا مسرور کا مؤقف محض تشریحی حربہ ہے تاکہ قادیانی

قیادت کے خلاف پیش کیے گئے واضح ثبوت کو کمزور کیا جا سکے۔ تاہم، ای میلز اور واٹس ایپ چیٹس کے مواد کی بنیاد پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ندا نصر کے ساتھ جنسی ہراسانی اور زیادتی کے واقعات حقیقت پر مبنی ہیں۔ اس سے یہ بھی عیاں ہوتا ہے کہ پوری قادیانیت میں اخلاقی زوال اور جنسی بدکاری کا نظام موجود ہے، اور اعلیٰ قیادت اس میں براہ راست یا بالواسطہ ملوث ہے۔

نکتہ نمبر 8:

(برطانوی قانون اور جماعتی نظام میں تضاد)

ندا نصر نے یہ مؤقف پیش کیا کہ برطانیہ کے قانونی نظام اور عدالتیں اس نوعیت کے شواہد کو سنجیدگی سے دیکھیں گی، جبکہ قادیانی جماعتی نظام انہیں مکمل طور پر نظر انداز کر رہا ہے۔ اس نکتہ پر تفصیل سے روشنی ڈالنا نہایت ضروری ہے تاکہ قادیانیت کے اندر موجود تضاد اور اخلاقی زوال واضح ہو سکے۔

1. عدالتی نظام کی سنجیدگی:

برطانوی قانون میں خواتین کے خلاف جنسی ہراسانی اور زیادتی کے مقدمات کو انتہائی سنجیدگی سے لیا جاتا ہے۔ ندا نصر کے پاس جو ای میلز اور واٹس ایپ چیٹس موجود ہیں، وہ براہ راست اور واضح شواہد ہیں، جو کسی بھی عدالت میں قابل سماعت اور قابل تحقیق ہیں۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قانونی دائرہ کار میں ندا نصر کے دعوے کو صحیح اور قابل تصدیق سمجھا جائے گا۔

2. جماعتی نظام کی خاموشی:

قادیانی جماعت میں اعلیٰ قیادت، حتیٰ کہ خلیفہ تک، ایسے شواہد کو نظر انداز کرتے ہیں یا چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جماعتی نظام میں شفافیت یا انصاف کا فقدان ہے۔

اندرونی رپورٹس، مشورے یا شکایات کو بالکل سنجیدہ نہیں لیا جاتا، اور متاثرہ افراد کے حقوق کو مکمل طور پر نظرانداز کیا جاتا ہے۔ یہ نقطہ جماعتی اخلاقی زوال کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

3.ثبوت اور انصاف کا تضاد:

ندا نصر کے پاس موجود چیٹس اور ای میلز عدالت کے لیے مضبوط ثبوت ہیں، لیکن جماعتی سطح پر یہ شواہد قابل توجہ نہیں سمجھے جاتے۔ اس تضاد سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قادیانی قیادت اپنے معاشرتی اور اخلاقی دائرہ کار میں مکمل طور پر ناکام ہے۔ وہ اپنے اعلیٰ ممبران کی بدکاری کو چھپانے کے لیے جماعتی نظام کو تحفظ فراہم کرتی ہے، جس سے متاثرہ افراد کے لیے انصاف ناممکن ہو جاتا ہے۔

4.عالمی سطح پر مضمرات:

برطانیہ جیسے ملک میں قانونی شفافیت اور انصاف کے موجود ہونے سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ اگر ندا نصر کی شکایات کو بیرونی سطح پر پیش کیا جائے تو ان کی صداقت تسلیم کی جائے گی۔ اس سے نہ صرف قادیانی جماعت کا اندرونی نظام بے نقاب ہوتا ہے بلکہ عالمی سطح پر بھی یہ جماعت بدکاری اور ظلم کے مرکز کے طور پر دیکھی جائے گی۔

نکتہ نمبر 8 یہ ثابت کرتا ہے کہ قادیانی جماعتی نظام اور برطانوی قانونی نظام کے درمیان واضح تضاد موجود ہے۔ برطانوی عدالتیں شواہد کو تسلیم کریں گی اور انصاف فراہم کریں گی، جبکہ جماعتی قیادت ان مظالم کو چھپانے اور متاثرین کو خاموش کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قادیانیت میں اخلاقی اور عدالتی دونوں سطحوں پر شدید بحران موجود ہے، اور اعلیٰ قیادت اس میں براہِ راست یا بالواسطہ ملوث ہے۔

نکتہ نمبر9:

(بیعت اور جماعتی وفاداری کا تضاد)

ندا نصر کے مؤقف کے مطابق، مرزا مسرور بار بار یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ اگر ندا ان کے فیصلوں کو غیر اسلامی سمجھتی ہیں تو پھر بیعت میں رہنے کا کیا جواز ہے۔ اس نکتہ پر تفصیلی روشنی ڈالنا ضروری ہے تاکہ قادیانی قیادت کی منطق میں موجود تضاد اور مبہمیت واضح ہو سکے۔

1. بیعت کا مفہوم اور ذمہ داری:

بیعت ایک مذہبی اور جماعتی عہد ہے جس میں مرید اپنے مرشد کی رہنمائی کو قبول کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ لیکن ندا نصر کے مؤقف کے مطابق جب مرشد یا خلیفہ غیر اسلامی فیصلے کرتا ہے یا اخلاقی طور پر بے بنیاد احکام دیتا ہے، تو مرید کی بیعت میں رہنا خود تضاد پیدا کر دیتا ہے۔ قادیانی قیادت اس بنیادی مسئلے کو تسلیم کرنے سے قاصر ہے۔

2. مرزا مسرور کا منطقی سوال:

مرزا مسرور کا سوال بظاہر منطقی لگتا ہے کہ اگر کسی مرید کو قیادت کے فیصلے غیر اسلامی لگیں تو بیعت کیوں برقرار رکھی جائے۔ لیکن اس سوال کی اصل تہہ یہ ظاہر کرتی ہے کہ قادیانی جماعتی نظام میں مرید کی رائے، اخلاقی تحفظ اور اصولی اختلاف کی کوئی جگہ نہیں۔ مرشد یا خلیفہ کی بات کو بلا چون و چرا قبول کرنا لازمی سمجھا جاتا ہے، خواہ وہ غیر اسلامی یا اخلاقی طور پر قابل اعتراض ہو۔

3.. جماعتی وفاداری بمقابلہ شریعت:

ندا نصر کے مؤقف کے مطابق، مرزا مسرور کی بار بار تکرار شدہ دلیل اس بات کو چھپا نہیں سکتی کہ قادیانی نظام میں جماعتی وفاداری شریعت اور اسلامی اصولوں پر مقدم ہے۔ اگر کوئی مرید قیادت کے غیر اسلامی فیصلوں پر اعتراض کرے، تو اسے بیعت میں رہنے کی دلیل پیش کی جاتی ہے، جبکہ حقیقی اسلامی تعلیمات میں یہ ممکن نہیں۔ اس سے قادیانی قیادت کی

اخلاقی اور شرعی کمزوری ظاہر ہوتی ہے۔

4.تضاد اور بے اعتمادی:

اس نقطے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قادیانی نظام میں بیعت کا اصل مقصد اللہ کی رضا یا اسلامی اصولوں کی پاسداری نہیں بلکہ جماعتی وفاداری اور قیادت کی بالادستی ہے۔ ندا نصر جیسے افراد کی اعتراضات کو نظرانداز کرنے کا عمل جماعتی تشدد اور ذہنی دباؤ پیدا کرتا ہے، جو اخلاقی اور روحانی اعتبار سے نقصان دہ ہے۔

نکتہ نمبر 9 یہ واضح کرتا ہے کہ قادیانی جماعت میں بیعت کو بطور الزام یا جبر استعمال کیا جاتا ہے، جبکہ حقیقی اسلامی تعلیمات میں بیعت اصول، ایمان اور اخلاقی وفاداری پر مبنی ہوتی ہے۔ مرزا مسرور کا سوال اس تضاد کو منطقی طور پر چھپا نہیں سکتا، اور یہ نکتہ پوری جماعت کی داخلی کمزوری اور قیادت کی غیر اسلامی رویوں کو بے نقاب کرتا ہے۔

نکتہ نمبر10:

(بیعت سے نکلنے اور خود ارادیت کا حق)

ندا نصر کا واضح مؤقف ہے کہ وہ قادیانی جماعت میں بیعت سے نکلنے کے فیصلے کو کسی بھی قسم کے دباؤ یا بیانیہ کنٹرول کے تحت نہیں لینا چاہتی، بلکہ یہ ان کا ذاتی اور خود ارادی فیصلہ ہے۔ اس نکتے پر تفصیلی روشنی ڈالنا ضروری ہے تا کہ قادیانی قیادت کے اندر موجود جبر، دباؤ اور بیانیہ سازی کے نظام کو واضح کیا جاسکے۔

1.بیعت سے نکلنے کا حق:

ندا نصر کے مؤقف کے مطابق، ہر فرد کو بیعت کرنے یا اسے ختم کرنے کا حق اللہ کے قوانین اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ہونا چاہیے۔ قادیانی قیادت، خاص طور پر خلیفہ، بیعت کو ایک ایسا ذریعہ سمجھتے ہیں جس سے مرید کو مکمل قابو میں رکھا جاسکے۔ تاہم ندا نصر یہ واضح کرتی

ہیں کہ بیعت کو برقرار رکھنا یا ختم کرنا صرف مرید کی ذاتی رضا اور شرعی حق میں ہونا چاہیے۔

2. دباؤ اور بیانیہ کنٹرول:

قادیانی قیادت کی طرف سے بیعت کو ایک معاشرتی اور نفسیاتی دباؤ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ مرید کو بار بار یہ باور کرایا جاتا ہے کہ بیعت سے نکلنا نافرمانی اور گناہ ہے۔ ندا نصر اس نقطے کی جانب اشارہ کرتی ہیں کہ بیعت سے نکلنے کے حق کو دباؤ، دھمکی یا سماجی کنٹرول کے ذریعے محدود کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، جو کہ ایک جبر اور غیر اسلامی رویہ ہے۔

3. خود ارادیت اور فیصلہ سازی:

ندا نصر کا موقف یہ ہے کہ بیعت سے نکلنے یا برقرار رکھنے کا فیصلہ ہر شخص کے ذاتی اور شعوری اختیار میں ہونا چاہیے۔ وہ کسی بیرونی دباؤ یا قیادت کے حکم کے تحت اپنی زندگی کے مذہبی فیصلے نہیں لینا چاہتیں۔ یہ موقف اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ قادیانی نظام میں ذاتی فیصلہ سازی اور اخلاقی آزادی کو محدود کیا گیا ہے، اور ندا نصر کے موقف سے یہ حقیقت بے نقاب ہوتی ہے۔

4. قیادت کے رویے کی تنقید:

اس نکتے سے واضح ہوتا ہے کہ قادیانی خلیفہ اور جماعتی قیادت مرید کی ذاتی آزادی، شرعی حق اور ذہنی سکون کو نظرانداز کرتے ہیں۔ بیعت کو صرف قابو پانے اور جماعت کے بیانیہ کو مضبوط کرنے کا ذریعہ بنایا جاتا ہے۔ ندا نصر کا موقف اس جبر، کنٹرول اور اخلاقی تضاد کی مخالفت ہے۔

نکتہ نمبر 10 یہ ظاہر کرتا ہے کہ ندا نصر بیعت کو اپنے ضمیر اور شعور کے مطابق ختم کرنے کی خواہش رکھتی ہیں، اور یہ کہ قادیانی جماعت میں موجود بیانیہ کنٹرول اور دباؤ حقیقی اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔ یہ نکتہ قیادت کی غیر اسلامی اور جبر پر مبنی پالیسی کو واضح کرتا ہے اور

مرید کے خود ارادیت کے حق کو نمایاں کرتا ہے۔

نکتہ نمبر 11:

(تحقیقات کی تاخیر اور جانبداری)

ندا نصر کے مؤقف کے مطابق، قادیانی جماعت میں ان کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کے حوالے سے تحقیقات نہ تو بروقت کی گئیں اور نہ ہی غیر جانبدارانہ انداز میں۔ اس نکتے پر تفصیلی روشنی ڈالنا ضروری ہے تاکہ جماعت کے اندرونی نظام میں موجود کمزوری، جانبداری اور دباؤ کی حقیقت واضح ہو سکے۔

1. تحقیقات میں تاخیر:

ندا نصر کا مؤقف ہے کہ جب انہوں نے جنسی زیادتی یا ہراسانی کے واقعات کی اطلاع دی، تو قادیانی قیادت نے فوری اور شفاف تحقیقات کا آغاز نہیں کیا۔ ابتدائی ردعمل میں یہ معاملہ نظرانداز کیا گیا یا التوا میں ڈال دیا گیا، جس سے متاثرہ فرد کی مشکلات میں اضافہ ہوا۔ یہ رویہ جماعت کے اندر موجود غیر سنجیدہ اور غیر ذمہ دارانہ نظام کی عکاسی کرتا ہے۔

2. جانبداری کا عنصر:

ندا نصر کے مطابق تحقیقات اس طرح کی گئیں کہ قیادت کی حمایت یافتہ افراد یا اہل خانہ کی رائے کو زیادہ وزن دیا گیا، جبکہ متاثرہ فرد کی شکایت کو کمزور یا نظرانداز کیا گیا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ جماعت میں انصاف کی فراہمی کسی موازنہ یا شفاف اصول پر مبنی نہیں، بلکہ ذاتی مفاد اور تعلقات کی بنیاد پر ہوتی ہے۔

3. دباؤ اور ماحول کی خرابی:

تحقیقات کے دوران دباؤ، خوف اور ہراسگی کا ماحول قائم کیا گیا۔ ندا نصر کا کہنا ہے کہ مرید کو اپنے مؤقف کے اظہار میں رکاوٹ ڈالی گئی، اور قیادت کی جانب سے غیر رسمی دھمکی یا

نفسیاتی دباؤ کا سہارا لیا گیا۔ یہ رویہ ظاہر کرتا ہے کہ جماعت میں انصاف اور شفافیت کے نام پر محض دکھاوا کیا جاتا ہے۔

4. نتائج کی غیر شفافیت:

تحقیقاتی عمل کے بعد جو نتائج سامنے آئے، وہ متاثرہ فرد کے تجربات اور شواہد کی بنیاد پر نہیں، بلکہ قیادت کے مفاد یا جماعت کے وقار کی حفاظت کے تحت پیش کیے گئے۔ ندا نصر کا موقف یہ ہے کہ اس طرح کی جانبدارانہ کارروائی متاثرہ کو مزید مظلوم بناتی ہے اور قادیانی نظام کی اصلیت کو بے نقاب کرتی ہے۔

نکتہ نمبر 11 یہ واضح کرتا ہے کہ قادیانی جماعت میں شکایات اور تحقیقات کا نظام بروقت، غیر جانبدار اور شفاف نہیں۔ ندا نصر کی شکایت اور مؤقف سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ جماعت میں انصاف کا عمل قیادت کے کنٹرول اور دباؤ کے تابع ہے، اور متاثرہ افراد کے حقوق کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

نکتہ نمبر 12:

(مرزا مسرور کا مؤقف اور قیادت کی خودمختاری)

ندا نصر کے مؤقف اور شواہد کے تناظر میں یہ نکتہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہ قادیانی جماعت میں قیادت کی خودمختاری اور شفافیت کی کمی کو واضح کرتا ہے۔ مرزا مسرور نے اپنے مؤقف میں کہا کہ تحقیقات ان کے اپنے طریقۂ کار کے مطابق ہو رہی ہیں اور وہ کسی کو جواب دہ نہیں، سوائے اللہ کے۔ اس بیان کا تفصیلی تجزیہ درج ذیل ہے:

1. قیادت کی خودمختاری:

مرزا مسرور کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ جماعت کی اعلیٰ قیادت اپنی کارروائیوں میں مکمل خودمختاری رکھتی ہے۔ ندا نصر کے مطابق، یہ خودمختاری بعض اوقات متاثرہ افراد کے

حقوق کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے، کیونکہ کوئی بیرونی یا غیر جانبدار ادارہ مداخلت یا نگرانی نہیں کرسکتا۔

2. جواب دہی کی کمی:

مؤقف میں کہا گیا کہ وہ صرف اللہ کے سامنے جواب دہ ہیں۔ حقیقی معنوں میں یہ بیان جماعت کے اندر انسانی حقوق، شفافیت اور قانون کے مطابق جواب دہی کو نظر انداز کرنے کے مترادف ہے۔ متاثرہ افراد کے لیے یہ ایک طرح کا پیغام ہے کہ ان کی شکایات کی شنوائی یا انصاف کی فراہمی قیادت کی مرضی اور مفاد کے تابع ہے۔

3. تحقیقات کی غیر شفافیت:

مرزا مسرور کے طریقۂ کار پر مبنی تحقیقات اکثر شفافیت سے خالی ہوتی ہیں۔ ندا نصر کے مؤقف کے مطابق، ایسے طریقۂ کار میں متاثرہ کے فراہم کردہ شواہد یا دلائل کو نظر انداز کیا جاتا ہے، اور فیصلہ سازی قیادت کے اندر محدود حلقے کی پسند یا مفاد پر منحصر رہتی ہے۔

4. جماعت میں اثرات:

یہ رویہ جماعت کے اندر خوف اور عدم تحفظ کا ماحول پیدا کرتا ہے۔ ندا نصر کے مطابق، ایسے مؤقف سے مریدین یا متاثرہ افراد اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کرنے سے خوفزدہ ہوتے ہیں، اور بدعنوان رویوں کو چھپانے یا معمولی سمجھنے کی اجازت ملتی ہے۔

نکتہ نمبر 12 سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قادیانی قیادت، بالخصوص مرزا مسرور، اپنی کارروائیوں میں مکمل خودمختاری رکھتے ہیں، جس کے نتیجے میں تحقیقات متاثرہ فرد کے لیے غیر شفاف اور غیر محفوظ ہو جاتی ہیں۔ یہ نقطہ جماعت کی اندرونی کمزوری، جانبداری اور انصاف کی عدم فراہمی کو بے نقاب کرتا ہے۔

نکتہ نمبر 13:

(مرزا مسرور پر ذاتی و خاندانی دباؤ اور کمپرومائزڈ فیصلے)

ندا نصر کے مؤقف کے مطابق قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا مسرور بعض اوقات ذاتی اور خاندانی دباؤ کے تحت فیصلے کرتے ہیں، اور اس کی وجہ سے ان کے فیصلے کمپرومائزڈ یا متاثرہ فرد کے حق میں غیر منصفانہ ہو جاتے ہیں۔ اس نکتہ کو تفصیل سے سمجھنے کے لیے چند اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے:

1. ذاتی دباؤ کا اثر:

ندا نصر کا کہنا ہے کہ مرزا مسرور کے فیصلے صرف قیادت کی طاقت یا جماعت کی پالیسیوں پر مبنی نہیں ہوتے بلکہ بعض اوقات ذاتی مفادات، خاندانی تعلقات اور قریبی حلقے کے دباؤ سے بھی متاثر ہوتے ہیں۔ یہ رویہ جماعت کے اندر شفافیت اور انصاف کی فراہمی میں رکاوٹ بنتا ہے۔

2. خاندانی دباؤ:

مرزا مسرور کا خاندان قادیانی قیادت کے اندر مضبوط اثر و رسوخ رکھتا ہے۔ ندا نصر کے مؤقف کے مطابق بعض فیصلے خاندان کے تحفظ یا مفاد کے لیے کیے جاتے ہیں، جس کے نتیجے میں متاثرہ افراد کے حقوق کی پامالی ہو سکتی ہے۔

3. کمپرومائزڈ فیصلے:

اس اصطلاح سے مراد یہ ہے کہ بعض فیصلے مکمل طور پر غیر جانبدارانہ نہیں ہوتے، بلکہ دباؤ یا مفاد کی بنیاد پر متاثرہ فرد یا معاملات کے حق میں غیر منصفانہ فیصلے کیے جاتے ہیں۔ ندا نصر کے مطابق اس سے جماعت میں عدل و انصاف کی ساکھ متاثر ہوتی ہے اور متاثرہ افراد کی شکایات دب جاتی ہیں۔

4. جماعت میں اثرات:

یہ صورتحال نہ صرف متاثرہ افراد کے لیے نقصان دہ ہے بلکہ جماعت کے عمومی ماحول میں خوف اور عدم تحفظ پیدا کرتی ہے۔ ممبران یہ دیکھتے ہیں کہ اعلیٰ قیادت بھی دباؤ کے تحت فیصلے کرتی ہے، جس سے اندرونی بدعنوانی اور ناانصافی کو فروغ ملتا ہے۔

ندا نصر کی رپورٹ کے مطابق نکتہ نمبر 13 سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مرزا مسرور کی قیادت بعض اوقات ذاتی اور خاندانی دباؤ کے اثر میں کمپرومائز ہو جاتی ہے۔ یہ حقیقت قادیانی جماعت کے اندر شفافیت اور انصاف کی کمی کو بے نقاب کرتی ہے اور متاثرہ افراد کے لیے ایک غیر محفوظ ماحول پیدا کرتی ہے۔

نکتہ نمبر 14:

(ندا نصر کا عدالتی و عوامی موقف اور خاموش نہ رہنے کا عزم)

ندا نصر کے مؤقف کے مطابق وہ اپنی ذات پر ہونے والے ظلم و زیادتی کے خلاف خاموش نہیں رہیں گی اور ہر ممکنہ فورم پر انصاف حاصل کرنے کے لیے آواز بلند کریں گی۔ اس نکتہ کو تفصیل سے سمجھنے کے لیے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے:

1. خاموش نہ رہنے کا عزم:

ندا نصر بار بار یہ واضح کرتی ہیں کہ وہ کسی دباؤ، دھمکی یا معاشرتی رکاوٹ کے تحت اپنی بات چھپائیں گی نہیں۔ ان کا موقف یہ ہے کہ ظلم، زیادتی اور جنسی ہراسانی جیسے واقعات کو چھپانا نہ صرف متاثرہ فرد کے لیے نقصان دہ ہے بلکہ معاشرت میں غیر منصفانہ رویے کو بھی پروان چڑھاتا ہے۔

2. عوامی فورم پر آواز بلند کرنا:

ندا نصر نے مؤقف اختیار کیا ہے کہ وہ اپنے کیس اور تجربات کو صرف ذاتی یا محدود

دائرے تک نہیں رکھیں گی بلکہ میڈیا، سوشل میڈیا اور دیگر عوامی فورمز کے ذریعے حقائق کو سامنے لائیں گی۔اس کا مقصد یہ ہے کہ معاشرہ قادیانی جماعت میں موجود بدعنوانیوں اور غیر اخلاقی رویوں سے آگاہ ہو۔

3.عدالتی راستہ اختیار کرنا:

ندا نصر نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ وہ قانونی فورمز کو استعمال کرتے ہوئے انصاف حاصل کرنے کی پوری کوشش کریں گی۔اس میں عدالتوں میں مقدمات دائر کرنا، ثبوت (جیسا کہ ای میلز، واٹس ایپ چیٹس) پیش کرنا اور قانونی کارروائی کے تمام مراحل سے گزرنا شامل ہے۔یہ عمل یہ ظاہر کرتا ہے کہ ان کا موقف صرف شکایتی یا جذباتی نہیں بلکہ قانونی طور پر مضبوط اور دستاویزی ہے۔

4.معاشرتی اور اخلاقی اثرات:

ندا نصر کا عدالتی اور عوامی موقف معاشرے میں ایک مثال قائم کرتا ہے کہ ظلم اور جنسی ہراسانی کے خلاف آواز بلند کرنا ضروری ہے۔اس سے دیگر متاثرہ افراد کو بھی حوصلہ ملتا ہے کہ وہ بھی اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کریں اور کسی بھی قسم کی بداخلاقی یا زیادتی کو چھپانے کی بجائے سامنے لائیں۔

ندا نصر کے بار بار یہ اعلان کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ نہ صرف ذاتی طور پر انصاف حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہیں بلکہ معاشرتی سطح پر بھی قادیانی جماعت میں موجود بدعنوانیوں اور جنسی زیادتیوں کو بے نقاب کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ان کا موقف یہ ثابت کرتا ہے کہ خاموشی اختیار کرنا ظلم کو فروغ دینے کے مترادف ہے اور وہ اس سلسلے میں کسی بھی قسم کے دباؤ کے سامنے سر نہیں جھکائیں گی۔

نکتہ نمبر 15:

(گفتگو کے دوران اعتماد کے شدید فقدان، جذباتی دباؤ، تلخ جملے)

ندا نصر اور دیگر متاثرین کے تجربات کی روشنی میں یہ نکتہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ یہ قادیانی جماعت میں موجود اندرونی فضا اور رویوں کی حقیقی عکاسی کرتا ہے۔

1. اعتماد کا شدید فقدان:

متاثرین کا کہنا ہے کہ قادیانی جماعت میں داخلی سطح پر ایک خوفناک ماحول قائم ہے جہاں افراد ایک دوسرے پر اعتماد نہیں کر سکتے۔ ہر بات یا تعلق میں شبہ اور خوف شامل ہوتا ہے۔ یہ فقدان اعتماد افراد کو اپنے حقوق کے حصول یا مسائل کی نشاندہی کرنے سے روکتا ہے اور انہیں ذہنی دباؤ میں مبتلا کر دیتا ہے۔

2. جذباتی دباؤ:

متاثرین بار بار بیان کرتے ہیں کہ جماعت کے اندر رہتے ہوئے وہ مسلسل ذہنی اور جذباتی دباؤ میں رہے۔ ہر تعلق، ملاقات یا بات چیت میں خوف، دھمکی اور نفسیاتی دباؤ شامل ہوتا ہے۔ یہ دباؤ نہ صرف فرد کی خوداعتمادی کو نقصان پہنچاتا ہے بلکہ انہیں عملی اقدامات کرنے سے بھی روکتا ہے۔

3. تلخ جملوں کا تبادلہ:

جماعت کے اندر تعلقات میں تلخ جملے، طنز و مزاح کے نام پر توہین، اور زبانی جارحیت عام ہیں۔ یہ تلخ جملے اکثر متاثرین کو مزید دباؤ میں ڈال دیتے ہیں اور انہیں معاشرتی طور پر الگ تھلگ محسوس کراتے ہیں۔ یہ رویہ واضح کرتا ہے کہ جماعت میں احترام اور شفاف رویہ موجود نہیں ہے۔

4. باہمی الزامات:

اندرونی گفتگو میں باہمی الزامات کا مسلسل تبادلہ بھی ایک مسئلہ ہے۔ افراد ایک دوسرے پر الزام لگاتے ہیں اور کسی مسئلے کی جڑ تک پہنچنے کے بجائے محض ذاتی یا گروہی مفاد کے لیے الزامات کی سیاست چلتی ہے۔ اس سے نہ صرف اخلاقی اقدار پامال ہوتی ہیں بلکہ متاثرہ افراد کے لیے انصاف حاصل کرنا مزید دشوار ہو جاتا ہے۔

یہ نکتہ یہ واضح کرتا ہے کہ قادیانی جماعت میں اندرونی ماحول نہایت زہریلا اور غیر محفوظ ہے۔ اعتماد کی کمی، جذباتی دباؤ، تلخ جملے اور باہمی الزامات نے جماعت کو ایک ایسی جگہ میں بدل دیا ہے جہاں کوئی بھی فرد بلا خوف اور مکمل یقین کے ساتھ اپنی بات نہیں کہہ سکتا۔ اس ماحول نے ندا نصر اور دیگر متاثرین کو مسلسل ذہنی اذیت میں مبتلا رکھا اور ان کے مسائل کو سامنے لانے میں رکاوٹیں پیدا کیں۔

اختتامیہ

قادیانی جماعت کی اندرونی حقیقت اور ندا النصر کیس کا سبق

ندا النصر کیس، جو چوالیس منٹ کی فون کال میں منظر عام پر آیا، قادیانی جماعت کے اندر چھپی ہوئی بداعمالیوں اور جنسی سکینڈلز کا ایک ایسا شفاف آئینہ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس کیس میں ظاہر ہوا کہ جماعت کے اعلیٰ عہدیدار، خلیفہ مرزا مسرور احمد سمیت دیگر افراد، نہ صرف اخلاقی حدود کی خلاف ورزی کے مرتکب ہیں بلکہ نوجوان لڑکیوں اور خواتین کے انسانی حقوق کو بھی مسلسل پامال کرتے رہے ہیں۔ ندا النصر کے بیان سے یہ حقیقت عیاں ہوئی کہ اس کا سگا باپ، جماعت کے عہدیدار اور رشتہ دار اس کے بچپن سے لیکر پینتیس سال کی عمر تک زنا بالجبر میں ملوث رہے۔

یہ واقعہ کسی ایک فرد یا ایک نسل کا مسئلہ نہیں بلکہ قادیانی جماعت کے قدیم ڈھانچے کی

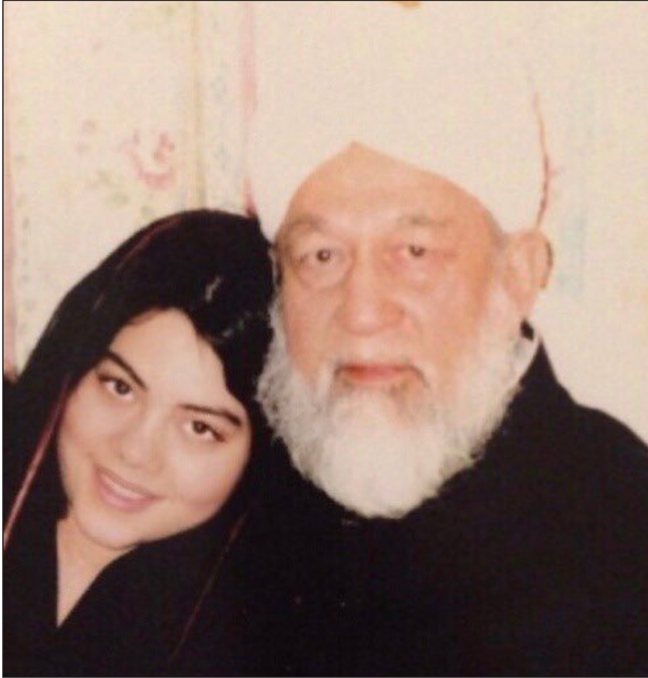
طرف اشارہ کرتا ہے۔ جماعت کی تاریخ میں پائی جانے والی یہ بداعمالیاں، جیسے کہ سابقہ رسائل میں چھپی ہوئی اخلاقی بدعنوانیاں، معاشرتی اور مذہبی اصولوں کی کھلم کھلا توہین، اور اعلیٰ عہدیداروں کی بے حیائی، یہ واضح کرتی ہیں کہ قادیانیت کبھی بھی اسلامی اخلاقیات اور انسانی وقار کا پابند نہیں رہی۔ رسائل اور دستاویزات کے مطابق یہ گندگی جماعت کے ہر دور میں موجود رہی، چاہے وہ تیسرے خلیفہ مرزا ناصر احمد کے زمانے کی ہو یا چوتھے اور پانچویں خلیفہ کے دور کی۔

ندا النصر کے معاملے سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ قادیانی خلیفہ اور اعلیٰ عہدیدار اپنے ذاتی مفادات اور ہوس کے لیے جماعت کی شہرت اور انسانی جان و عزت کو پامال کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ جماعت کے اندرونی اصول، شریعت کی تشریح اور قوانین صرف ایک دھوکہ ہیں، جنہیں ضرورت پڑنے پر اپنی مرضی کے مطابق بدلا جاتا ہے۔ قادیانی جماعت کے اندر بدکاری کے یہ اڈے، رسائل اور تاریخی واقعات کی روشنی میں واضح ہیں، اور یہ حقیقت عام قادیانیوں سے چھپائی جاتی رہی تاکہ جماعت کی ظاہری ساکھ برقرار رہے۔

ندا النصر کیس قادیانی جماعت کی حقیقی فطرت کو بے نقاب کرتا ہے۔ یہ صرف ایک انفرادی واقعہ نہیں بلکہ ایک وسیع نظام کی علامت ہے جو نسل در نسل لڑکیوں اور خواتین کی عزت کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ اس کیس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جماعت کی اعلیٰ قیادت، جس میں خلیفہ اور سینئر عہدیدار شامل ہیں، اندرونی فساد میں شریک ہیں اور انسانی وقار کے لیے کسی قسم کا احترام نہیں رکھتے۔ یہ کتاب اور اس کے حوالے شدہ رسائل قاری کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ قادیانیت ایک اخلاقی و مذہبی بحران کی نمائندہ ہے، اور اس کی حقیقت کو چھپایا نہیں جا سکتا۔

یہ اختتامیہ قاری پر ایک واضح اور غیر متنازعہ تاثر چھوڑتا ہے: قادیانی جماعت کا ہر

دور، ہر خلیفہ اور ہر اعلیٰ عہدیدار اس قدیم اخلاقی گندگی میں شریک رہا ہے، اور ندا النصر کیس اس حقیقت کو عملی ثبوت کے طور پر سامنے لا چکا ہے۔



متاثرہ قادیانی لڑکی

متاثرہ قادیانی لڑکی جس سے قادیانی خلیفہ، باپ سمیت بہت سے قادیانی مربیوں نے زنا کیا



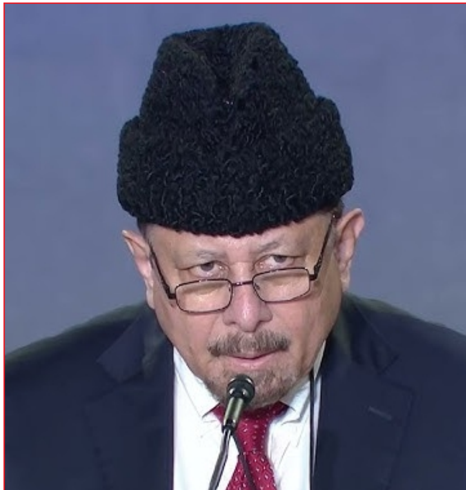
مرزا مسرور احمد
موجودہ قادیانیوں کا خلیفہ پنجم



ڈاکٹر مبشر احمد
فضل عمر ہسپتال اور طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ۔ ندا کی والدہ اور والد کا کزن
ندا کے رشتہ میں چچا بھی اور ماموں بھی، مرکزی ریپسٹ زانی مرزا مسرور کا کزن



مرزا لقمان احمد
(والد ندا طاہر)



مرزا مغفور احمد عرف چچا فوری
برادر خلیفہ مرزا مسرور احمد



محمود شاہ

سالہ موجوہ قادیانی خلیفہ مرزا مسرور، نواسہ خلیفہ دوم
ناظر اشاعت و اصلاح عرف کھوتے شاہ بقول ندا



نصیر شاہ

ندا اور ندا کی والدہ سے زنا کرنے والا

جامع خلاصہ کتاب مرزا قادیانی اِن ہیرا منڈی

یہ کتاب پانچ مستقل مگر باہم مربوط رسائل پر مشتمل ایک تحقیقی و تنقیدی سلسلہ ہے، جس کا مقصد قاری کو قادیانی تاریخ کے اُن پہلوؤں سے روشناس کرانا ہے جو عموماً پردۂ اخفا میں رکھے گئے، یا جن پر سرسری انداز میں بات کر کے آگے بڑھا دیا گیا۔ اس کتاب میں پیش کیا گیا مواد خود قادیانی مصادر، حوالہ جاتی اقتباسات اور داخلی بیانات پر مبنی ہے، تاکہ بحث کسی بیرونی الزام کے بجائے انہی کے لٹریچر کی روشنی میں سامنے آئے۔ اس پورے مجموعے میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ ہر رسالہ سابقہ رسالے سے ربط رکھتا ہو، دلائل میں تکرار نہ ہو، اور قاری ایک منطقی تسلسل کے ساتھ نتیجے تک پہنچ سکے۔

رسالہ اوّل: مرزا قادیانی ہیرا منڈی میں

اس پہلے رسالے میں تاریخی پس منظر قائم کیا گیا اور اُن حوالہ جات کا جائزہ لیا گیا جن سے لاہور، ہیرا منڈی اور اس ماحول کے ساتھ نسبتیں سامنے آتی ہیں۔ مقصد یہ تھا کہ محض ایک واقعہ نہیں بلکہ ایک مزاج، ایک رجحان اور ایک فکری سمت کو واضح کیا جائے۔ یہ رسالہ پوری کتاب کی بنیاد فراہم کرتا ہے اور قاری کو آنے والی بحث کے لیے ذہنی طور پر تیار کرتا ہے۔

رسالہ دوم: مرزا قادیانی لکھی طوائف کے کوٹھے پر

دوسرے رسالے میں مخصوص مقام اور قیام کے حوالہ سے گفتگو کی گئی۔ یہاں مختلف بیانات کا تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا اور یہ دکھایا گیا کہ کس طرح بعد کے ادوار میں بعض مقامات اور واقعات کے نام بدل کر یا مبہم کر کے پیش کیے گئے۔ اس رسالے میں قاری کو یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ تاریخی بیانیہ کیسے تشکیل دیا جاتا ہے اور کیسے بعض حقائق کو نرم الفاظ میں لپیٹ دیا جاتا ہے۔

رسالہ سوم: مرزا قادیانی کی رنڈی استانی

تیسرے رسالے میں ایک نئے زاویے سے بحث کو آگے بڑھایا گیا اور اُن روایات واقوال پر گفتگو کی گئی جن میں تعلیم، تربیت اور فکری اثرات کا ذکر آتا ہے۔ یہاں سوال یہ اٹھایا گیا کہ اگر کسی شخصیت کے قریبی حلقے، اساتذہ یا ماحول ایسے ہوں تو اس کے فکری و اخلاقی نتائج کیا ہوتے ہیں۔ یہ رسالہ محض الزامی نہیں بلکہ تنقیدی و تجزیاتی انداز اختیار کرتا ہے۔

رسالہ چہارم: مرزا قادیانی کنجریوں کے جھرمٹ میں

چوتھا رسالہ اس سلسلے کی توسیع ہے جس میں خاندان، خلفاء اور جماعتی رویّوں کے حوالے سے وہ اقتباسات جمع کیے گئے جو ایک خاص ذہنیت کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یہاں قاری کو یہ احساس ہوتا ہے کہ معاملہ کسی ایک فرد تک محدود نہیں رہا بلکہ ایک پورا نظام اور کلچر بن چکا تھا، جس کے اثرات نسل در نسل منتقل ہوتے رہے۔

رسالہ پنجم: قادیانی کنجر خانہ

پانچواں اور آخری رسالہ معاصر دور سے تعلق رکھتا ہے، جہاں جدید ذرائع ابلاغ، لیک آڈیوز اور اندرونی بیانات کے ذریعے یہ دکھایا گیا کہ جن مسائل کی جڑیں ماضی میں تھیں، وہ آج بھی کسی نہ کسی صورت میں موجود ہیں۔ اس رسالے میں یہ واضح کیا گیا کہ نظریاتی کمزوریاں اور اخلاقی تضادات وقت کے ساتھ ختم نہیں ہوئے بلکہ نئے عنوانات کے ساتھ سامنے آتے رہے ہیں۔

ان پانچوں رسائل کا مجموعی مطالعہ قاری کو ایک مکمل تصویر فراہم کرتا ہے۔ یہ کتاب کسی ایک واقعے یا ایک الزام کا نام نہیں بلکہ ایک مسلسل فکری، اخلاقی اور تاریخی جائزہ ہے۔ جو قاری اس کتاب کو ترتیب وار پڑھتا ہے، وہ خود نتیجہ اخذ کرنے کی صلاحیت پاتا ہے اور اسے

بار بار کسی خارجی تشریح کی ضرورت نہیں رہتی۔

قارئین کے نام دعوت

ہم اہلِ علم، طلبہ، محققین اور عام قارئین سے گزارش کرتے ہیں کہ اس کتاب کے تمام پانچوں رسائل کو ترتیب کے ساتھ ضرور مطالعہ کریں، کیونکہ ہر رسالہ اگلے باب کی تفہیم میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ اگر آپ نے اس کتاب سے استفادہ کیا ہے تو اس کی ہارڈ کاپی اور سافٹ کاپی کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچائیں، تاکہ حقائق کا یہ سلسلہ رکے نہیں بلکہ آگے بڑھے۔

مصنف کی دیگر تصانیف اور تعاون کی اپیل

یہ کتاب مصنف کی تحقیقی کاوشوں کا صرف ایک حصہ ہے۔ مصنف کی دیگر کتب بھی اسی سنجیدہ، حوالہ جاتی اور تحقیقی اسلوب کی حامل ہیں، جن کا مطالعہ قاری کی فکری بالیدگی میں اضافہ کرے گا۔ ہم مخیر حضرات، اہلِ خیر اور علم دوست شخصیات سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ ایسی کتب کی اشاعت، طباعت اور ترسیل میں تعاون کریں، تاکہ تحقیق اور حقائق پر مبنی ادب زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچ سکے۔

یہ کتاب ایک دعوتِ فکر ہے، ایک علمی چیلنج ہے، اور ایک ذمہ دارانہ مطالعے کی طرف قدم ہے۔ جو قاری سچ کی تلاش میں ہے، اس کے لیے مرزا قادیانی اِن ہیرا منڈی ایک مکمل اور مربوط دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔